DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222505

UNIVERSAL LIBRARY

جلد اول

مختار اشعار

Checked 1975

دیوان

شاہ نصیر دہلوی

جسکو

نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے منتخب اور

مدراس اسکول بکز اینڈ لٹریچر سوسائٹی نے

مشتہر کیا

انتخاب دیوان نصیر
CHECKED 1956
٢٨٥٣٧
Checked 1969

غزلون کا انتخاب

زیب تن گرچہ ہی گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہ ہوگا کفن سرخ ترا

شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپک دے ساقی
جائۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا

سچ بتا تو سے مجھے سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

ولہ

دل مجروح کو دکھلا نہ تاب چہرۂ روشن
کہ زخمی کو خطر ہی چاندنی کے مار جانے کا

آئینے مین کیا عکس رخ گلنار دیکھے ہی
ہنر ہی یاد اُسکو آگ پانی مین لگانے کا

دکھاتا ہی تو دکھلا بام پر ٹک جلوۂ قامت
قیامت کو نہین کوئی کسی کے کام آنے کا

ولہ

جا ہے عبرت ہی یہ دنیا غافلو ڈرتے رہو
تاج تھا جس سر پہ ہی وہ کاسۂ سر زیر پا

تیرے دیوانے کو ہی ہر گام پر برپا خلش
خار صحرا سے جنون مارے ہی نشتر زیر پا

خال تیرے لب پہ ٹھہرا کس طرح سے ورنہ یان
جون سپند اُچھلے ہی وہ ہو جسکے انگر زیر پا

Checked 1963

	وله	
مین ضعف سے جون نقش قدم اُٹھ نہین سکتا		بیٹھا ہون سر خاک پہ جم اُٹھ نہین سکتا
دل پر ہی مرے خیمۂ ہر آبلہ استاد		کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اُٹھ نہین سکتا
ہر جا متجلی ہی وہ پر پردۂ غفلت		ای معتکف دیر و حرم اُٹھ نہین سکتا
بیمار ترا صورت تصویر نہالی		بستر سے ترے سر کی قسم اُٹھ نہین سکتا
	وله	
جا کری کو نسے خوش قد کی کریگا ای سرو		تو کمر سے جو ہی باندھے ہوئے دامان نکلا
	وله	
فریدون کوئی یا کہ بہرام ہوگا		ولے گور سے عاقبت کام ہوگا
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہی		خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
	وله	
یقین ہی کوئی دم وہ کرکے میرا خون نہ ٹھہریگا		مین اپنے جون حنا گر ہاتھ بھی باندھون تو نہ ٹھہریگا
ہوا پر ہی یہ بنیاد مسافر خانۂ ہستی		نہ ٹھہرا ہی کوئی یان ای دل محزون نہ ٹھہریگا
	وله	
تمنا عشق کی رکھنا غلط فہمی ہی پیری مین		کوئی افسردہ خاکستر سے ہوتا ہی شرر پیدا
تعین سے نکل اس سینۂ افلاک کے ای دل		تہیا عرش پر اوڑنے کا ہی کر بال و پر پیدا
	وله	
گھر اُٹھ کے بزم سے جو وہ افسوس کل گیا		شیشے کا ساتھ ہچکیون کے دم نکل گیا
کیا خاک جائے عیش ہی دنیا کہ جون حنا		دیکھا جسے برنگ دگر ہاتھ مل گیا

چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے نہ کیون بیٹھ جاؤن مین		سینے سے اُٹھتے اُٹھتے کوئی دل مسل گیا
	ولہ	
چشمک زن دن مین سوے عدم جا گزر گیا		خیمہ اُٹھا حباب نے دیگر سفر کیا
	ولہ	
نقش حصیر تن پر دام تعلق اب ہی		آزادگی مین جس نے شل شکار کھینچا
قامت کے کھینچنے مین بہزاد نے بھی تیرے		تا عرصہ قیامت اک انتظار کھینچا
آنکھون کی تیری ساقی کیفیت اب کہین کیا		دو ہی پیالیون سے آخر خمار کھینچا
دست طمع کو بارے کب سے نصیر ہم نے		دنیاے دون کے سر پر یان لات مار کھینچا
	ولہ	
صبحدم بلبل شیدا کو رولانا کیا تھا		غنچے کو دوش پہ رکھ بین بجانا کیا تھا
اس لیے چین بجبین موج رہے ہی ہر دم		ای حباب لب جو آنکھ چرانا کیا تھا
نے چمن ہی نہ کوئی ساقی گلفام نصیر		یاد کس بات کو کیجے وہ زمانا کیا تھا
	ولہ	
اپنے رونے کی دکھاتی کیا ہی طغیانی گھٹا		روبرو اس چشم تر کے بھرتی ہی پانی گھٹا
	ولہ	
بن ترے بزم مین ہی مرگ کا سامان پیدا		شعلہ شمع سے ہی تیر کا پیکان پیدا
قد ترا ای بت گل پوش ہو گر سایہ فگن		تو قیامت ہو سر خاک شہیدان پیدا
لے اوڑا باد کے مانند یہ پانی ساقی		کشتی مے ہوئی جون تخت سلیمان پیدا
ہون وہ مجنون کہ کرے ہی مری پابوسی کو		سلسلہ حلقہ چشمان غزالان پیدا

ولہ

ہاتھون سے آہ ہجر کے بیٹھا نہ چین سے — لیکر کہان مجھے دل مضطر نہین پھرا
کیا جانے کیا عدم مین تماشا ہی جو وہان — یان سے گیا ہی آہ سو جا کر نہین پھرا

ولہ

بوسے کا سوال اُس سے کرون مین تو کہے ہی — چپ رہ مرے کچھ منہ سنے نکل جائے تو اچھا
اثبات نہو دعوی خون اُسپہ الٰہی — صورت مرے قاتل کی بدل جائے تو اچھا
ابرو کے اشارے نکرو غیر سے دیکھو — تروار جو اُس بات پہ چل جائے تو اچھا
خون ہوکے روان دل ہو جو آنکھونسے تو بہتر — یا عشق کی آتش مین یہ جل جائے تو اچھا
آتا ہی تو آو عدہ فراموش وگرنہ — ہر روز کا یہ لیت ولعل جائے تو اچھا
لب پر سے بلا ق اپنے دم بوسہ ہٹاو — اندیشۂ زنبور عسل جائے تو اچھا
سینے مین **نصیر** اپنے نہ تم آہ کو روکو — یہ تیر نشانے پہ جو چل جائے تو اچھا

قطعہ

کیمیا گر تو اسی فکر مین کھا چرخ سدا — تیرے نزدیک بنانا ہی ہنر چاندی کا
خاکساری کو سمجھتے ہین وہ اپنی اکسیر — رکھتے چھلا نہین ارباب نظر چاندی کا

ولہ

رخ پر تمھین گیسو کا دکھانا نہین اچھا — خورشید کا بدلی مین چھپانا نہین اچھا
لیکا ہی اُسے دیکھ پریشان نظری کا — آنکھ آئینے سے یار لڑانا نہین اچھا
کشتہ ہون قد یار کا ای شور قیامت — سونے دے مجھے میرا جگانا نہین اچھا
سر شمع صفت عشق کی منزل مین کٹے ہی — اس رہ مین قدم آگے بڑھانا نہین اچھا

کہتا ہون نصیر اُٹھ کے درِ یار پہ جا بیٹھ		دنیا مین کہین اور ٹھکانا نہین اچھا
	ولہ	
پشتِ لب پر ہی تری یہ خط ریحان ایسا		مُنہ تو دیکھو سے لکھے یاقوت رقم خان ایسا
	ولہ	
اپنی بھی بعدِ مجنون یارو ہوا بندھی ہی		لے گرد باد خیمہ کب کو بکو نہ آیا
کیونکر یہ ہاتھ اپنا پونہچیگا تا گریبان		دست خیال سے جسکے دامن کو چھو نہ آیا
	ولہ	
جبکہ حق آپ کو شہ رگ سے بھی فرمائے قریب		پھر وہ اندھا ہی یہان جو نہ اُسے پائے قریب
دوربین یو سے نہیے ہی چشمِ دلِ آگاہ کو کب		یار سو کوس پہ گر ہو تو نظر آئے قریب
ایک صورت کے ہین دو حرف قریب اور فریب		کوئی نکتہ یہ کسے بیٹھ کے سمجھائے قریب
	ولہ	
بعد مردن بھی ہوا باندھے ہی تیری گرد باد		خوش نصیبی کیا کہون یہ بھی ترے مجنون نصیب
جون نگین پیدا کرینگے صفحۂ گیتی پہ نام		ہو گئے سیدھے ہمارے گرچہ واژون نصیب
شمع کیا روشن ہو تجسے ہی ازل سے شک مہ		اُسکو جلنا روز تجکو حسن روز افزون نصیب
	قطعہ	
شمع پروانے سے کہتی تھی یہ انگشت اُٹھا		یعنی جلتی ہون کھڑی بوجھ اشارات کی بات
دم غنیمت ہی جو تجسے مجھے سررشتہ ہی		صبح کو مین ہون نہ تو یاد رہے رات کی بات
اُٹھ گیا نامہ و پیغام تو اُٹھ جانے دو		کون سی اُسکی ہماری ہی ملاقات کی بات
جائے تحسین ہی پیارے ترے بیمار کی بات	ولہ	مرگیا پر لب شکوہ سے نہ اظہار کی بات

ہم نہ کہتے تھے نہ کہ حرف خودی ای منصور		عاقبت دار پہ کھینچیگی یہ پندار کی بات
	ولہ	
دیکھا نہ تجھے رہ گئی دیدار کی حسرت		تا مرگ نہ نکلی ترے بیمار کی حسرت
جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق		خاکھی مین ملا بیٹھے ہین رفتار کی حسرت
صیاد قفس کو نہ اُٹھا صحنِ چمن سے		باقی ہی ابھی مرغ گرفتار کی حسرت
	ولہ	
رفیق غم کے سوا کوئی یان نہین دنرات		یہ درد پہلو ہی اپنا تو ہمنشین دنرات
صفائی چہرے کی خط آئے پر رہیگی نہین		نکر غرور سدا ایک سے نہین دنرات
یہ زور و ظلم نہین عقل کی ہی کوتاہی		فلک پھرے ہی سدا ناتیا زمین دنرات
اجل تو باز ہی اور عمر ہی تری جون کبک		یہ بال و پر ہین اب اُسکے سمجھ نہین دنرات
چراغ و شمع تو جلتے ہین شام سے تا صبح		مجھے جلاوے ہی یہ آہِ آتشین دنرات
	ولہ	
جون نقشِ پا ہر اک نے کیا مجکو رہنما		عزت یہان یہ پائی ہی افتادگی سے آج
	ولہ	
ذکر زلف یار بس مت اب دلِ آگاہ کر		رات آخر ہو گئی قصہ کہین کوتاہ کر
سرزمینِ عشق مین گر چاہتا ہی کچھ نمود		آگے فوجِ اشک کے ای دل نشانِ آہ کر
اُٹھ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہی نصیر		ہی سفر در پیش غافل فکرِ زادِ راہ کر
	ولہ	
کب کسیکا ساغر دل ٹوٹ کر تجھسے بنا		چاک کے مانند مت ای چرخ کجرفتار پھر

ہم نہ کہتے تھے نہ چھیڑو اس چشم دریابار کو	رو دیا ای ابر تو نے آخر اتنے بار پھر
شکوۂ دور فلک بیجا ہی گر سمجھے **نصیر**	بخت برگشتہ سے اپنے پھر گیا دلدار پھر

ولہ

ہم چشمی اسکی چشم سے مت ای غزال کر	دیکھ اسکو اور اپنی طرف ٹک خیال کر
صاحبدلو ذرا تو حقیقت مری سنو	سینے سے لے گیا ہی کوئی دل نکال کر

ولہ

لگے گی دم مین سر چنگ زمانہ سر اٹھانے پر	نہ اتنا منعمو فوارہ سان اچھلو خزانے پر
ریاض دہر مین رہنا ہی خاک اہل تواضع کا	کہ شاخ پرثمر کھاتی ہی پتھر سر جھکانے پر
نصیر اسکا بھروسا جو کرے وہ محض نادان ہی	بنائے ہستی فانی ہی دم کے آنے جانے پر

ولہ

تو اسکی مانگ کی دھن مین **نصیر** پیٹا کر	گیا ہی سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

ولہ

حرف حق روبرو ٹک اسکے سمجھ کر کہنا	یعنی رکھے ہی زبان دار بھی منصور دراز
یہی آتی ہی صدا کاسۂ چینی سے سدا	حیف کیا کہیے کہ ہی قصۂ فغفور دراز
طرفۃ العین کھلا تجھسے یہ عقدہ کہ حباب	راہ ملک عدم اتنی نہین کچھ دور دراز

ولہ

ہو چکی باغ مین بہار افسوس	آہ ای بلبلو ہزار افسوس
قافلہ عمر کا ہی پا بر کاب	زیست کا کیا ہی اعتبار افسوس
جان ہونٹھون پہ آگئی ہمدم	لیکن اتبک پھرا نہ یار افسوس

عمر غفلت مین کٹ گئی ہی نصیر		آہ افسوس صد ہزار افسوس
	ولہ	
کیا منہ ہی اپنے سامنے گر سر اُٹھائے حرص		دستِ طلب کو کھینچ کے توڑا ہی پائے حرص
	ولہ	
لگا پنجون کے بل چلنے وہ غارتگر خدا حافظ		ہوا برپا پھر اک ہنگامۂ محشر خدا حافظ
جگہہ دیکر مین اُسکو اپنے دل مین آہ ڈرتا ہون		دھرا ہی متصل شیشے کے اک پتھر خدا حافظ
حباب آسا یہ کاخ آسمان اک دن مین بیٹھے گا		یہی رونے کی صورت ہی تو چشم تر خدا حافظ
	ولہ	
رخ سے یون روشن ہین اُس حلقے مین بالے کے چراغ		ماہ کا جون درمیان روشن ہو ہالے کے چراغ
قبر پر عاشق کی اپنے تو نجالے کے چراغ		داغ دل ہی بس ہین اب اُس مرنیوالے کے چراغ
مٹ گیا تھا آہ دل سے داغِ عشقِ شمعرو		پھر جلا کر رکھدیا شعلے نے نالے کے چراغ
	ولہ	
یون بے صدا پڑے ہین ترے کشتگان تیغ		کیا سنگ سرمہ تھا کہین سنگ فسان تیغ
مجکو تو بیم قتل نہین آہ پر ترا		نازک ہی ہاتھ اور یہ بار گران تیغ
دے میرے ہاتھ مین سپر جام ساقیا		ہر شاخ گل لگے ہی چمن مین بسان تیغ
	ولہ	
زلف کا سر بستہ کوچہ مانگ کا رستا ہی تنگ		دل تری شامت ہی مت جا ہی خطر دونون طرف
ہی وہ دریا مین نہاتا مین ہون غرق آب شرم		کچھ عجب اک ماجرا ہی طرفہ تر دونون طرف
تمام شہر مین جس کے لیے ہوا بدنام	ولہ	وہ اب تلک بھی مرے نام سے نہین واقف

ہزار حیف یہاں چھت سے لگ گئیں آنکھیں
وہاں وہ شوخ لب بام سے نہیں واقف

دلا عبث طلب بوسہ ہے تجھے اُس سے
وہ لعل لب کہ لب جام سے نہیں واقف

تپش سے دل کی خبر ہووے ہے یہاں معلوم
میں طرز نامہ و پیغام سے نہیں واقف

نہ خوش وصال میں ہو رکھ تو یاد ہجر نصیر
مگر تو کینۂ ایام سے نہیں واقف

ولہ

ہے تجھے یاقوت لب کو اپنے دکھلانے کا شوق
رشک سے مرجان رکھے ہے دل میں مر جانے کا شوق

کیوں نہ رکھے دانۂ انگور کی تسبیح شیخ
لے گیا دامن کشاں مسجد سے میخانے کا شوق

ولہ

کشتی شکستگاں کا نہیں ناخدا شریک
کون اب بجز خدا ہو بُرے وقت کا شریک

یا بوتراب بحر الم سے مجھے نکال
میں ڈوبتا ہوں کوئی نہیں آشنا شریک

نسبت اگرچہ ممکن و واجب سے ہے ولے
اُسکا شریک کوئی نہیں ہے وہ لاشریک

یہ کھینچتا ہے کوہ کو وہ کاہ کو نصیر
دل کی کشش کا ہو مرے کیا کہربا شریک

ولہ

سیے گا ناصحا تو جیب کو کیا خاک دامن تک
کیا ہے دست وحشت نے گریباں چاک دامن تک

چمن میں کس روش پوچھے صبا اُس پاک دامن تک
گریبان گل نے حسرت سے کیا ہے چاک دامن تک

نہ تنہا اشک کے قطروں سے کچھ زیب گریباں ہے
یہ موتی ٹانکتا ہے دیدۂ نمناک دامن تک

ولہ

شہید کر کے ہمیں رنگ یہ نکالا ہے
نشے سے سرخ نہیں چہرۂ بتاں کا رنگ

خوشی تو دل سے تعلق رکھے ہے اے ہمدم
کدھر کا راگ تو ڈھونڈھے ہے اور کہاں کا رنگ

ملون نہ کیون کف افسوس مین کہ پیش نظر		پھرے ہی محفل یاران رفتگان کا رنگ
نصیر یاد جوانی عبث ہی پیری مین		کہ ایک رنگ پہ رہتا نہین جہان کا رنگ
	ولہ	
نے برق نہ شعلہ ہی نہ اخگر تپش دل		رکھتی ہی کچھ اب عالم دیگر تپش دل
تھی چشم ہمین تجھسے بہت آج کے دن کی		ای دیدۂ گریان نہ بجھی پر تپش دل
اس چال سے مت چل کہ میرے پہر مبادا		برپا کرے ہنگامۂ محشر تپش دل
کب طائر سیماب رکھے یہ پر پرواز		پہلو مین جو کچھ مارے ہی شہپر تپش دل
	ولہ	
چھیڑی کس گل کے دہن کی تھی کہانی شبنم		مُنہ مین غنچے کے چواتی ہی جو پانی شبنم
صبح پیری مین ہوئی تیری طرح سے پامال		خاک مین ملگئی ہیہات جوانی شبنم
	ولہ	
گو ہر دندان دکھا دو ہنس کے آج		ورنہ ہیرے کی کنی کھاتے ہین ہم
اب تو اُس کوچے مین جو کچھ ہو سو ہو		جان جائے یا رہے جاتے ہین ہم
کون کہتا ہی نہ کیجے امتحان		گر ابھی کہیے تو مرجاتے ہین ہم
گرچہ ہین درویش لیکن ای فلک	ق	تجکو خاطر مین نہین لاتے ہین ہم
نیم نان کے واسطے کب جون ہلال		تیرے آگے ہاتھ پھیلاتے ہین ہم
کب برنگ بوے گل باہر صبا	ق	اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
جس قدر یان دیکھتے ہین اوڑھنا		پاؤن یان اُتنے ہی پھیلاتے ہین ہم
جون ذرہ نہین ایک جگہہ خاک نشین ہم	ولہ	ای مہر جہانتاب جہان تو ہی وہین ہم

شب حلقۂ رندان مین عجب سیر تھی ساقی
ساغر کو سمجھتے تھے مہ ہالہ نشین ہم

سر رشتہ رہ عشق کا اب ہاتھ لگا ہی
جون دانہ تسبیح نہ ٹھہرینگے کہین ہم

کھو بیٹھے ہین اس عشق کے ہاتھون سے نصیر اب
ہوش و خرد و صبر و قرار و دل و دین ہم

ولہ

جام مے ساقیا شتابی دے
کون کہتا ہی پارسا ہین ہم

چشم کیا کیجے و ابرنگ حباب
طرفۃ العین مین ہوا ہین ہم

ولہ

لکھدے مشاطہ تو ابروے دل آرام پہ نام
یعنی استاد کا بھی چاہیے صمصام پہ نام

کیونکہ روباہ صفت پاے قناعت ڈگ جاے
اسد اللہ کا لیتا ہون مین ہر گام پہ نام

روسیہ گرچہ ہین پر ہمنے ترا احت جان
کھود رکھا ہی نگین دل ناکام پہ نام

گردش چشم کا اک تیری نہین شاکی مین
رکھتے آئے ہین سبھی گردش ایام پہ نام

والہ و شیفتہ و زار و حزین و مجنون
ہمکو کیا کیا تری الفت مین ملے نام پہ نام

ولہ

اس فرصت یکدم پہ دلا کرکے نظر ہم
مانند حباب آہ اُٹھاتے نہین سر ہم

کیونکر نہ ہنسین ہستی موہوم پر اپنی
مانند شرر رہتے ہین سرگرم سفر ہم

ولہ

صرف اک تکیہ ترا دنیا مین اب رکھتے ہین ہم
گر طلب رکھتے ہین ہم تیری طلب رکھتے ہین ہم

عشق کی نیرنگیان جو کچھ ہین سب رکھتے ہین ہم
رنگ زرد اور چشم تر اور خشک لب رکھتے ہین ہم

ولہ

آئینہ دل کا صاف کر کہلائے صیقل گر بھی ہم
اپنے سوا دیکھین کسے اندر بھی ہم باہر بھی ہم

جان بر ہو اُنسے کیونکہ دل کہتی ہین ملکین یار کی
نیزہ بھی ہم ناوک بھی ہم برچھی بھی ہم خنجر بھی ہم

کیا خاک کیجے میکشی ای ساقی گلفام آ
گریان ہین مثل ابر کیا جون برق ہین مضطر بھی ہم

جو چاہے کر جور و جفا پر دل کا مہر داغ سے
روز قیامت کو سنا دکھلائینگے محضر بھی ہم

ولہ

دل کو کیا چین ہو چھٹ زلف سیہ فام کہین
اوڑتے دیکھا نہین طائر تو سر شام کہین

تجسے کیا دیدہ و دانستہ محبت کیجے
آنکھ لڑتی ہی کہین نامہ و پیغام کہین

ساغر می کی طرح ہم نے نہ پایا آرام
ہاتھ سے تیرے تو ای گردش ایام کہین

ٹوٹ جاوے نہ یہ ای موج کہین جام حباب
ہاتھ رعشے سے ترا کانپے ہی ٹک تھام کہین

جون نگین گھر مین قدم گاڑ کے اب بیٹھ نصیر
تا رہے صفحۂ گیتی پہ ترا نام کہین

ولہ

ہرگز مراجعت نہ عدم رفتگان نے کی
حیران ہی چشم نقش قدم انتظار مین

بیٹھا جو آکے چھاؤن مین مارا اُسی نے سنگ
ثمرہ ملا یہ نخل کو اس رہگزار مین

مت خاک عاشقان کو تو برباد کر صبا
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

ولہ

ماتم سرای دہر مین تیری طرح حباب
اکدم کی زندگی پہ مین خود آبدیدہ ہون

سیخ کباب بنکے بدلتا ہون کروٹین
ای بادہ نوش آگ مین تجھ بن تپیدہ ہون

مجکو ہوا سے دشت نوردی سے کیا ہی کام
ای ضعف تیرے ہاتھ سے مین آرمیدہ ہون

پایا نصیر گلشن ہستی سے یہ ثمر
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون

ولہ

فرصت ایکدم کی ہی جون حباب پانی یان
خاک سیر ہو کیجے سیر زندگانی یان

ابتو منہ دکھا اپنا کاشکے تو ای پیری
مل گئی تری خاطر خاک مین جوانی یان

گھیر تو نے جامے کا نے طرح بڑھایا ہی
اب زمین ناپے گا دور آسمانی یان

ولہ

گرچہ جون نقش قدم خاک سے ہمدوش ہوئین
پر ترے سایۂ قامت سے ہم آغوش ہوئین

کہدو یہ اس ستم ایجاد سے میرا پیغام
تو جفا پیشہ اگر ہی تو وفا کوش ہوئین

کیون نہون مردمک دیدۂ کونین نصیر
ماتم آل پیمبر مین سیہ پوش ہوئین

ولہ

قسم نہ کھاؤ زبان داب کر کہ آؤنگا
تمھاری ایسی زبانی قسم سمجھتے ہین

اٹھائیو کوئی طوفان نہ سر پہ خانہ خراب
کہ تجکو خوب ہم ای چشم نم سمجھتے ہین

نصیر یعنی دل و داغ اور سینہ و آہ
جو کچھ کہ ہین سو انھین لوگ کم سمجھتے ہین

غرض کھلا ہی یہ ہم پر مقام حضرت عشق
کہ عرش و کرسی و لوح و قلم سمجھتے ہین

ولہ

بیاد خال بتان اشک کیا نکلتے ہین
مسافر آج یہ تارون کی چھاؤن چلتے ہین

پہونچ گئے سبھی منزل کو ہم یہان افسوس
اور ایک ہم ابھی آنکھین ہی اپنی ملتے ہین

لباس کہنۂ ہستی اوتار کر عاشق
کفن نہ سمجھو یہ پوشاک اب بدلتے ہین

بغل مین مدعی جان ہی دوستو یہ دل
کہ اسکی بات کے پہلو کئی نکلتے ہین

ولہ

رکھیے قدم بن اسکے کیونکر دلا چمن مین
اوڑنا گنی سے لگے ہی موج ہوا چمن مین

ہنستے ہی ہنستے راہی ہی قافلہ گلونکا		غنچون کا ہی چٹکنا بانگ درا چمن مین
کاکل کو اپنے رخ پر تم چھوڑتے تو ہویر		سنبل کے سر پہ ہوگی نازل بلا چمن مین
جاؤن کدھر نصیر اب ہاتھون سے مین جنونکے		ہر موج آبجو ہی زنجیر پا چمن مین
	وله	
دیدۂ نقش قدم ایک نہین ہی پامال		سیکڑون خاک مین گردون نے ملائین آنکھین
خاک ہی چشم مروت کہ بیک کاسۂ آب		ای حباب لب جو ہم سے چرائین آنکھین
	وله	
پوچھ ساقی سے عجب سیر تھی کل دریا مین		موج کرتی تھی زرہ پہن کے بل دریا مین
طرفۃ العین کیا پیش نظر تونے حباب		عقدۂ زندگی و مرگ کو حل دریا مین
	وله	
ہاتھ دھو بیٹھے نہ جب تک زندگی سے تب تلک		نقش پای رفتگان کو کیا کوئی پائے کہین
خاکسارنے ریا دام ریا مین کب ہون بند		موج نقش بوریا ہر چند لہرائے کہین
خلق سے دست طمع کھینچا جنھون نے ای نصیر		کس فراغت سے ہین بیٹھے پاؤن پھیلائے کہین
	وله	
اُسکے ہنسنے پر دلا کیون اشک بھر لاوین نہین		برق وان چمکے تو ہم یان منہ بھی برساوین نہین
خاک ہی نام و نشان اپنا کہ جون نقش قدم		راہ الفت مین مٹے تو بھی ترے بھاوین نہین
سایۂ مژگان مین رکھ ہر لخت دل کو چشم تر		یہ گل باغ محبت دیکھ کمھلاوین نہین
	وله	
آپ کا کون طلبگار نہین عالم مین		ایک بندہ ہی گنہگار نہین عالم مین

کبک نے کبکی تری چال اوڑائی ہوتی — پر جو دیکھا تو یہ رفتار نہین عالم مین
اشک کو دامن مژگان سے لگا رکھ ای چشم — دیکھ یہ گوہر شہوار نہین عالم مین

ولہ

خاندانِ قیس کا مین تو سدا سے پیر ہون — سلسلہ جنبان شور خانۂ زنجیر ہون
فقر کی دولت کے آگے سلطنت کیا مال ہی — بسترے پر اپنے ای روبہ مزاجو شیر ہون
جیسی چاہیے ویسی لے مجھسے قسم قاتل نہ ڈر — حشر کو بھی گر کبھو تیرا مین دامن گیر ہون

ولہ

ٹک تو ہنس بول یہ غنچہ دہنی خوب نہین — رشک گل اتنی بھی ہان کم سخنی خوب نہین
فصل گل آنے دے دکھلا نہ ابھی سے زنجیر — یہ روش موج نسیم چمنی خوب نہین
چھلنی کانٹون سے ہوئے گو مرے تلوے لیکن — دشت وحشت کی ابھی خاک چھنی خوب نہین

ولہ

ہوس نظارۂ گل کی نہین ای باغبان ہمکو — محبت خار کی دامن کشان لاتی ہی گلشن مین
مری دیوانگی کا ولولہ مجنون یہانتک ہی — کہ موجِ آبجو زنجیر بنواتی ہی گلشن مین
نصیر اس عالم مستی مین دیکھا کیا فراغت ہی — کہ شاخ تاک ہر سو پاؤن پھیلاتی ہی گلشن مین

ولہ

مل بیٹھنے یہ دے ہی فلک ایکدم کہان — کیا جانے تم کہان ہو کوئی دم کو ہم کہان

ولہ

سراغ رشتۂ الفت سے یار پاتے ہین — کہ کوچۂ رگ گل مین بہار پاتے ہین

ولہ

رہتی ہی روز لشکر حرص و ہوا سے جنگ — احوال کنج فقر کہان تک سدا لکھون

یکدست بن گیا ہون زرہ پوش ای نصیر
اس نقش بوریا کی مین تعریف کیا لکھون

ولہ

جور کے ہاتھون سے تیرے طالب فریاد ہون
ہون عجب مین بھی کہ اتبک ای ستم ایجاد ہون

ہی مجھے ربط دلی اُس یار جانی سے نصیر
گو وہ بھولا مجکو لاکن مین تو رکھتا یاد ہون

ولہ

کبھو نہ اُس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین
گھٹائین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین

بلائین لیوے ہی ہاتھونسے اُسکی زلفونکی
یہ دست شانہ کی ہم نے رسائیان دیکھین

کسی نے لی نہ خبر غرق بحر الفت کی
ان آشناؤن کی یہ آشنائیان دیکھین

ہم اپنا تجکو ہوا خواہ جانتے تھے صبا
بہار تو نے بھی تنہا اوڑائیان دیکھین

بیان کس سے کرون اپنی تیرہ بختی کا
اندھیری راتین وہ ای دل پہ آئیان دیکھین

نصیر کیجے وفا کب تلک بقول میر
جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین

ولہ

نہ ذکر آشنا نے قصۂ بیگانہ رکھتے ہین
حدیث یار رکھتے ہین یہی افسانہ رکھتے ہین

چمن مین سرو قد گر جلوۂ مستانہ رکھتے ہین
برنگ طوق قمری ہم خط پیمانہ رکھتے ہین

نہ اُلجھو اس قدر بیوجہ سلجھانے مین زلفونکے
دل صد چاک تو ہم بھی برنگ شانہ رکھتے ہین

دل اپنا کیون نہو بحر جہان مین جون گہر قانع
تلاش آب ہی ہم کو نہ فکر دانہ رکھتے ہین

بٹھائین سرو و شمشاد اپنے سر کیون نہ قمری کو
ترے قد کے ہین بندے وضع آزادانہ رکھتے ہین

ٹھکانا کچھ نپوچھو ہم سے تم خانہ بدوشون کا
جہان جون بوے گل ٹھہرے وہین کاشانہ رکھتے ہین

ہمین مت چھیڑ کر دیکھو رلاؤ اور جلاؤ تم
کہ طوفان چشم مین سینے مین آتشخانہ رکھتے ہین

ولہ

مدت ہوئی مین کنج قفس مین ہون تڑپتا — مرغان ہم آواز ٹک آواز سنا دو

اے آنکھو اجازت ندو اشکون کو مژہ تک — سونیزے ڈوبانے کو تو پانی نہ چڑھا دو

ولہ

پھینکے ہی تاک کر ترے بام بلند کو — تار نگہ کی مردم دیدہ کمند کو

چھٹتا نہین ہے آئینہ ہیہات ہاتھ سے — لیکا برا پڑا ہے یہ اُس خود پسند کو

منت کش طبیب ہون کس واسطے نصیر — ہے درد ہی مین چین دلِ دردمند کو

ولہ

زندگی بن ترے کیا خاک قمر طلعت ہو — کہکشان کی لیے برچھی جو شب فرقت ہو

ناتوانی کا ہے احسان کہ بنا ہون مین ہلال — شہر مین کیون نہ نکلنے کی مرے شہرت ہو

روکشی آینہ کرتا تو ہے تجھسے لیکن — مین اسی سوچ مین ہون دیکھیے کیا صورت ہو

دل مین سوراخ ہے ابناے زمان کے ہاتھون — خاک جون دانۂ تسبیح ہم الفت ہو

مے پرستی کی نصیر اُس گھڑی کیفیت ہے — جبکہ معشوق گل اندام ہو اور خلوت ہو

ولہ

جان و دل صبر و خرد ہم تو تمھین دے بیٹھے — اور کیا جی مین ہے فرمائیے کیا چاہتے ہو

دوستو دل کا لگانا ہے نہایت ہی برا — آؤ جانے دو اگر اپنا بھلا چاہتے ہو

کیون نہو زلف کو سر رشتۂ الفت تم سے — تم بھی تو حضرت دل اُسکو بلا چاہتے ہو

وجہ معلوم تو ہو چین بجبین ہونے کی — سچ کہو جی مین ہے کیا کس سے لڑا چاہتے ہو

رنگ چہرے کا یہ بیوجہ نہین زرد نصیر — یا ہو رنجور کسی شخص کو یا چاہتے ہو

ولہ

اسنے تو ڈوبایا ہی مجھے اُس نے جلایا ۔ ہو خانہ خراب آنکھ کا اور دل کا بُرا ہو
بے لب ہی ترا لام ہی زلف اور الف قد ۔ نازل دلِ عشاق پہ کیونکر نہ بلا ہو
کیون عشق کے کشور کا نہ سلطان کہین اُسکو ۔ تیشہ سر فرہاد پہ جب بالِ ہما ہو

ولہ

گنجفے کا ہی ورق پاس فلک کے خورشید ۔ اس سے بازی نہ کوئی جیت سکا ہاتھون ہاتھ
دستگردان یہ نہین جنسِ گرانمایۂ دل ۔ اس کا سودا کوئی کیونکر ہو بھلا ہاتھون ہاتھ

ولہ

کرتا ہی پیچ دل سے کچھ دود آہ اُلٹے ۔ ایسا نہو کہ ڈس کر مارِ سیاہ اُلٹے

ولہ

سحر جو تو لیے جامِ شراب ہوتا ہی ۔ غریق خون شفق آفتاب ہوتا ہی
طلب مین کیون نہ وہ بوسے کی مجکو دے دشنام ۔ سوال کا بھی کچھ آخر جواب ہوتا ہی
یہ بحر عشق تپان جب کہ موج مارے ہی ۔ تو آبلہ مرے دل کا حباب ہوتا ہی

ولہ

یاد مجکو ہی اِک اُسکی نہین ہر دم ساقی ۔ ہچکیان لگ گئین شیشے کو بھی پیہم ساقی
جلد آ ورنہ کوئی دم کو چمن مین تجھ بن ۔ مجھے ہیرے کی کنی دیویگی شبنم ساقی
اُٹھ گئی سلطنت جم کی تمنا دل سے ۔ ہاتھ سے جام دے بھر بھر کے تو جم جم ساقی
مست و مدہوش کیا ہی یہ تری آنکھون نے ۔ نہ رہا دونون جہان کا مجھے کچھ غم ساقی

ولہ

روز کہتے ہو یہی آج کی شب ٹھہریگی ۔ دیکھیے تم سے ملاقات کی کب ٹھہریگی

ای مسیحا نفس اک دم تو سر بالین آ		جان ہونٹھون پہ مری تیرے سبب ٹھہر گئی
	وله	
ہوا ہی خون مرغان چمن صیاد پر ثابت		پر طاؤس مہر داغ سے محضر نکالے ہی
	وله	
کس منہ سے اب گلشن مین تو اس گل کو منہ دکھلاتا ہی		چپ ہی بھلی ہی ای غنچہ کیون میرا منہ کھلواتا ہی
مظہر عین حقیقت اسکا کیا کیا رنگ دکھاتا ہی		آنکھون کے آگے سے غافل جبتک وہ اٹھ جاتا ہی
جذبہ عشق و محبت اپنا اسکو کھینچ ہی چھوڑیگا		دیکھ تو کیا ہوتا ہی ای دل اتنا کیون گھبراتا ہی
	وله	
وہ نہین ہین ہم جو تیرا چھوڑ کر در جائینگے		سر کو سنگ آستان سے پھوڑ کر مر جائینگے
	وله	
ابرو یہ ستم خال بلا زلف غضب ہی		ای دل یہ مہ نو ہی یہ اختر ہی یہ شب ہی
دنیا بھی ہی ای اہل نظر جا سے تماشا		ماتم ہی کسی گھر مین کہین بزم طرب ہی
	وله	
قسمت مین اسی کی ہی یہان گوہر شہوار		مانند صدف جو کوئی وابستہ دہن ہی
رخت سفری دوش پہ غنچے کیطرح باندھ		ہشیار ہو غافل کہ تہ خاک وطن ہی
	وله	
یہ عالم اسکے خط سبز نے دکھایا ہی		کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہی
وبال جان ستم دیدہ کیون ہوئی ای آہ		کچھ اندنون تو بہت تونے سر اٹھایا ہی
یہ گرد باد نہین عشق نے بیابان مین		مزار قیس پہ خیمہ نیا چڑھایا ہی

قبول خاطر احباب ہی سخن اپنا		یہ فیض صحبت مائل نصیر پایا ہی
	ولہ	
غافل ٹک اپنی ہستی موہوم کو تو دیکھ		اک دم کی جون حباب تری بود و باش ہی
برپا نہ کیجو شور قیامت کو پھر کہین		ٹھوکر نہ مار یہ ترے عاشق کی لاش ہی
ہی اس زمین پہ گردش افلاک اس قدر		بنتے ہی آہ ساغر گل پاش پاش ہی
گہ گل کو دیکھتا ہون گہے شمع کو نصیر		ہر رنگ مین غرض مجھے اُسکی تلاش ہی
	ولہ	
قیامت کو جو تو ٹکرے تو کیا ہوتا ہی یہ سُن کر		مرا شور و فغان سارا جہان آباد سنتا ہی
ابھی کہتے تھے صاحب ہو رہے غصے سے کیون چپکے		جو کچھ کہنا ہی اس بندے کو ہو ارشاد سنتا ہی
قصور عقل ہی تعمیر کرنا قصر کو منعم		پتھورا کی کدھر ہی دیکھ تو بنیاد سنتا ہی
کہان بہرام اور گور اور کجا جمشید کو خسرو		یہان تخت سلیمان ہو گیا برباد سنتا ہی
	ولہ	
ہی بیاض سادہ یا یہ مخزن اسرار ہی		سورۂ یوسف ہی یا مصحف ہی یا رخسار ہی
یا شب یلدا ہی یا ظلمات یا ابر سیہ		دود آہ عاشقان یا جعد یا طرار ہی
زلف یا سنبل ہی یا طغرائے فرمان جمال		مائۂ آشفتگی زنجیر ہی یا مار ہی
یا سنان یا چنگل شاہین ہی یا دست دعا		یا صف محشر ہی یا مژگان ہی یا تلوار ہی
یا مفرح یا لب کوثر ہی یا آب حیات		طوطی شکر شکن یا لعل گوہر بار ہی
اختر صبح سعادت مور عنبر یا بلال		تخم آہ آتشین یا خال روئے یار ہی
حلقۂ مہر سلیمان سے نہین کم خط جام	ولہ	ورنہ ساقی کوئی شیشے مین پری رہتی ہی

باوجود اسکے کہ ہی جامع اضداد صفات
ذات حق تسپہ بھی ای شیخ بری ہتی ہی

ولہ

نہ ہرگز کوئی ہم چشمی سے اُس لب پر کمر باندھے
ہماری بات کو سنکر گرہ مین نیشکر باندھے

اُٹھایا ہاتھ تو بھی خون عاشق سے نہ قاتل نے
حنا نے رات اُسکے روبرو ہاتھ آن کر باندھے

کیا ہی صید چشم سرمگین نے یون دل عاشق
کہ جون شاہین کبوتر پر گرے ہی بال و پر باندھے

عبث ہی شیخ کو یان کفر اور اسلام کا قصہ
تصور زلف و روے یار کا شام و سحر باندھے

ولہ

چرخ نے کسکو نہ فیل و شتر و کوس دیے
لاکھون جمشید کیے سیکڑون کاؤس کیے

حیف یہ عیش و طرب ہی کہ حناب کے مانند
اپنے ہاتھون کو جو مل کوئی افسوس جیے

شیخ بے ذوق جیسے کعبے مین صد حیف نصیر
برہمن رقص کرے دیر مین ناقوس لیے

ولہ

نہین اختر فلک پر شب کو یہ ہر سو نکل آئے
رہا جو خانۂ پُردود مین آنسو نکل آئے

دکھاوینگے تماشا دم مین دریاے حوادث کو
برنگِ موج ہم گر مار کر بازو نکل آئے

ولہ

بوسے کی چاہ مین لب جانان تلک گئے
ای خضر ہم بھی چشمۂ حیوان تلک گئے

مژگان پہ ہی تلاطم امواج سیل شک
پیغام چشم تر کے بھی طوفان تلک گئے

عاشق تو یار تجھسے بھی نازک مزاج ہین
سایے مین نخل آہ کے بستان تلک گئے

اپنا دل شکستہ کسی سے بنا نہ حیف
ہم لیکے شیشہ گر کی بھی دوکان تلک گئے

مد نظر ہی خاک تجھے آبرو نصیر
آنسو نکل کے چشم سے دامان تلک گئے

ولہ

عاشق کو کیا یہ تیری گفتار مار ڈالے
عالم کو رفتہ رفتہ رفتار مار ڈالے

آئینہ سان نہین ہی ملنے کی تشکل کوئی
یا رب یہ آرزوے دیدار مار ڈالے

تار حیات ہووے اکدم نہ صرف غفلت
جون شمع کاش عشق زنار مار ڈالے

منصور سے ہزارون اس صفحۂ زمین پر
نیرنگی فلک نے سردار مار ڈالے

جون غنچہ ہی ہمارے دل کی نصیر دل مین
گر کیجیے کچھ اُس سے اظہار مار ڈالے

ولہ

شتابی باندھ اسباب سفر ای نیند کے ماتے
ملے ہی اب تلک آنکھین تو پہنچا کاروان آگے

نصیر اس رہگزر مین جستجو کر بیٹھ مت تھک کر
ملے شاید سراغ نقش پاے رفتگان آگے

ولہ

سبو و خم گل و غنچہ سے کے پُر ہین شبنم سے
چمن مین ہے یہ شہید و سبیل پانی کی

نظر پڑا نہ کہین پھر وہ ماہ کنعانی
نصیر ہم نے بھی یک چند کاروانی کی

ولہ

تونگر کیطرح درویش کیا مسند بچھا بیٹھے
خدا کا جسکو تکیہ ہو وہ کیا تکیہ لگا بیٹھے

فقیرون سے کہ نہین دل مین ہوس کچھ سیر دریا کی
زمین پر دیکھتے ہین موج نقش بوریا بیٹھے

جہان مین یون تری بنیاد ہی ای آدم خاکی
کہ جون پانی کا اُٹھ کر ایک دم مین بلبلا بیٹھے

غرور حسن اتنا تجکو کب تھا ای شہ خوبان
یہ نادانی ہوئی ہم سے جو آئینہ دکھا بیٹھے

ولہ

ساقی رکھے ہی تیرا کیا انتظار بجلی
پردے مین ابر کے ہی جو بیقرار بجلی

دیکھ آسینے مین اپنا ٹک جلوۂ تبسم
چمکی کب اسطرح سے دریا کے پار بجلی

ولہ

حُسن نمکین کا تیرے شور پڑا ہی
دامان خجالت بہ رخ حور پڑا ہی

یک مشت جبہ یہ خاک ہی برباد زبحر عشق
بھرنا ہمین اس سے دہن گور پڑا ہی

ولہ

محبت مین تری ای جان من کیا دل کو رو بیٹھے
ہم آخر رفتہ رفتہ ہاتھ ان آنکھو نسے دھو بیٹھے

نہین ہی فکر زاد راہ کچھ یاران محفل کو
یہ اُس مہمان سرا مین رہ کے صاحب خانہ ہو بیٹھے

ہمین محفل سے اپنی دیکھین وہ کیونکر اُٹھاتا ہی
نہین اُٹھنے کے اب تو یار ہونی ہو سو ہو بیٹھے

بتون کی آشنائی سے اُٹھاؤ ہاتھ جانے دو
نصیر اب اپنے گھر مین تم خدا کا نام لو بیٹھے

ولہ

نہین فکر معیشت سے کوئی یان ایکدم خالی
کہ بہر نیم نان رکھتا ہی ماہ نو شکم خالی

ملین کب آشنایان غریق بحر الفت سے
حباب آسا نہ جب تک اپنی ہستی سے ہون ہم خالی

خدا حافظ ہی ای ہمدم متاع صبر و طاقت کا
نہین پھرنے کی ملک دل سے فوج درد و غم خالی

ولہ

جب تک کہ ہوا خواہی اپنی نہ حباب لیجے
گلشن مین قدم تیرے کیا باد صبا لیجے

جون نقش قدم ہم تو پامال ہوئے لیکن
دامن کو ذرا پھر کر ٹھوکر تو لگا لیجے

ولہ

بالین پہ آکہ منتظر یک نگاہ ہی
بیمار چشم کی ترے حالت تباہ ہی

گلشن مین کوئی کشتہ چشم سیاہ ہی
نرگس کی یک قلم جو زمین پر نگاہ ہی

نقش برآب انکو سمجھتے ہین اہل دید — شکل حباب جنکی ہوا پر کلاہ ہی
خورشید سر برہنہ جو نکلے ہی ہر سحر — کس یہ جبین کے ہاتھ سے یہ دادخواہ ہی
یان ہم ہین اور سر ہی یہ زانو ہین کنج غم — وان آینہ ہی شانہ ہی زلف سیاہ ہی
ق
ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین — کٹتی اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہی
ساغر ہی داغ شیشۂ صہبا ہی آبلہ — بارش ہی اشک ابر سیہ دود آہ ہی
اسکا جہان ہی ابر کرم جلوہ گر نصیر — کوہ گنہ وہان یہ مرا برگ کاہ ہی

ولہ

بسان شمع قلم کیون نہ ہووے سر اسکا — جو تیری بزم مین ہر دم زبان بدلے ہی
خدا کیواسطے رکھ ہم سے آنکھ اب سیدھی — نظر تو کیون بت نامہربان بدلے ہی
چمن یہ آج ہی ساقی چڑھائی بدلی کی — زری کے برق جو ہر دم نشان بدلے ہی
مثال آینہ ہم سے رہے وہ صاف نصیر — نظر بلا سے اگر اک جہان بدلے ہی

ولہ

سود بازار محبت یہ نظر آیا مجھے — دل کا جب سودا ہوا تب ہوگیا سودا مجھے
اسکے کوچے کی زمین یکدست وحشت خیز ہی — حلقۂ زنجیر ہی ہر چشم نقش پا مجھے
پاون پڑ زنجیر وان سے لائی تھی جون تون نصیر — لے گئی دیوانگی پھر جانب صحرا مجھے

ولہ

مانگے زخمی تری کیا تیغ نظر کا پانی — ہی چراۓ ہوۓ زخم اسکے جگر کا پانی

اپنے کوچے سے اٹھاتا ہی وہ اب دیکھین نصیر
دانہ قسمت مین کہان کا ہی کدھر کا پانی

وابستگی دل ہی عبث باغ جہان سے
عقدہ یہ کھلا اب ہمین غنچے کی زبان سے

مت پوچھ جنھون کی کہ نکلتی تھی سواری
نقارہ و اسپ و شتر و فیل و نشان سے

سو گردش افلاک سے اونکی ہی یہ نوبت
واقف نہین ہو آہ کوئی نام و نشان سے

ولہ

پوچھتا کیا ہی تو رندان خرابات سے شیخ
بے نشان کون ہی اور نام و نشان کسکا ہی

آگ لگ جائے تجھے عشق کہ یون ہم تو چلین
اور نہ پوچھے وہ کہ یہ سوختہ جان کسکا ہی

آنکھ اس دور مین جون گردش ساغر مت پھیر
ہم نے جانا کہ تو ای پیر مغان کسکا ہی

ولہ

حق ہی جو ترے طالب دیدار نہوتے
ہم خواب عدم سے کبھی بیدار نہوتے

سینے سے لگا رکھتے نہ ای رشک چمن ہم
گر داغ جگر غیرت گلزار نہوتے

آنکھین بھی یہ پتھرا گئین پر اُسنے نہ دیکھا
ای کاش ادھر رخنۂ دیوار نہوتے

باندھا ہی ترے مصرع کاکل کا یہ مضمون
ورنہ مرے اشعار دھوان دھار نہوتے

ولہ

گرمی بازار آہ دیکھ دلا اور ہی
کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہی

ای ستم ایجاد ہم تجھسے کہانتک کہین
طرز جفا اور ہی رسم وفا اور ہی

دامن گل تونے گو چلتے ہوئے چھو لیا
بات لگاوٹ کی پر باد صبا اور ہی

اسکے تڑپنے کو اب ق سے پوچھے کوئی
یہ دل بیتاب ہی قبلہ نما اور ہی

پیش اطبا مجھے لے تو چلے ہو ولے
مجکو ہی آزار عشق اسکی دوا اور ہی

ولہ

ہلینگے ابرو جو یونہین لب ادھر ہمارے اُدھر تمھارے
چلیگی تروار دیکھنے پر ادھر ہمارے اُدھر تمھارے

اس اپنی سرگشتگی کا خاک اب بیان ای گرد باد کیجے
ازل سے پانؤن مین ہی یہ چکر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

یہ سب پہ روشن ہی مہ جبینو کہ صاف آئینہ سان نہین تم
غبار دل مین رہے نہ کیونکر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

یہ دل جگر سے کرے ہے باتین کہ ایک پل مین لگیگا اُسکے
نگاہ و مژگان کا تیر و خنجر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

اُدھر تو تروار آپ کھینچین ادھر کو ہم سر جھکائین اپنا
کہتا ہون معلوم سب کو جوہر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

غرور و ناز و کرشمہ ہیدوان نیاز و زاری و عجز ہی یان
عجب طرح کے ہین ساتھ لشکر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

قطعہ

جلوہ دکھلانے کو محراب خم ابرو کا
کشور عشق مین دلدار جو ہوتا کوئی

جیتے جی کیا کہ پس از مرگ بھی تربت مین آہ
منہ بھی قبلے کیطرف کرکے سوتا کوئی

چشم ترکسکا یہ مُنہ تھا جو یہان تیرے سوا
دل کو یون دیدہ و دانستہ ڈبوتا کوئی

آبرو رکھ لی مری ابر مژہ رحمت ہی
خاک اس نامۂ اعمال کو دھوتا کوئی

بخت بیدار یہان کس نے یہ پائے تھے نصیر
زانوے یار پہ سر رکھ کے جو سوتا کوئی

ولہ

ملایا خاک مین لاکھون ہی تو نے شہسوارون کو
ڈرون ہون ابلق ایام تیری بدرکابی سے

گھٹا کی دیکھ کیفیت کو جی لوٹے ہی ای ساقی
چمن مین جام گل بھر دے تو غنچے کی گلابی سے

اُٹھاتی سر نہین ہر شاخ گل جو کھینچ خمیازہ
کسی نے لی ہی انگڑائی چمن مین بے حجابی سے

کوئی جلتا ہی ای ہمدم یہان اور کوئی بھنتا ہی
نہین کم خانۂ گردون بھی دکان کبابی سے

نصیر اس عشق کے کوچے مین کہتے تھے قدم مت رکھ
ہوا آگاہ رسوائی سے تو اب اور خرابی سے

ولہ

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے
کچھ تری گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

جنبش لب یہ قیامت ہی کہ جی اُٹھے ہم
آج اک بات مین تم رشک مسیحا ٹھہرے

باغ دنیا مین مقید نہین وارستہ مزاج
نکہت گل کو نہ دیکھا کہین اک جا ٹھہرے

سرو کیونکر نہ خجالت سے زمین مین گڑ جاے
قامت اُسکا جو قیامت کا نمونا ٹھہرے

زلف سے کھینچے ہی ادھر اور اُدھر کو کاکل
ایک دل ہی یہ مراد یکھیے کسکا ٹھہرے

ولہ

دل بیتاب کو جب تجھسے ملا دیکھینگے
پھر تڑپنا ترا ای قبلہ نما دیکھینگے

چشم سے پردۂ غفلت جو اُٹھا دیکھینگے
سب سے باہم تجھے اور سب سے جدا دیکھینگے

آئینے کو ہی پریشان نظری کا لپکا
ہم کسی اور کو کب تیرے سوا دیکھینگے

دم تو بھرتی ہی تو اب گل کی ہوا خواہی کا
پر لگاوٹ تری ای باد صبا دیکھینگے

دل یہ کہتا ہی کہ مت یاد بتان دلواؤ
چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھینگے

ولہ

اب نہ مجنون ہی نہ یان فرہاد ہی
اپنے دم سے ملک عشق آباد ہی

اس قدر ہم نے کیا ہی تجکو یاد
ایک عالم کو ہماری یاد ہی

انکو ہم دیکھین ہین اور وہ آئینہ
یہ عجب در پیش اک روداد ہی

ولہ

چمن مین صبحدم ہی کیا وفور قطرۂ شبنم
کہ سونے کا کٹورا دست نرگس پہ چھلکتا ہی

کرین اس میکدے کی سیر کیا ہم عمر ہی آخر
کہ پیمانہ کوئی دم کو یہ ای دلبر چھلکتا ہی

شہیدون کو ترے سیراب دیکھا یان تلک قاتل
لب ہر زخم سے آب دم خنجر چھلکتا ہی

ولہ

جب سے کہ حسن و عشق کا بازار گرم ہی
یان آہ ہی وہان نگہ یار گرم ہی

ہر گام پر ہی جلوہ برق شرر فشان	یہ اُس سمند ناز کی رفتار گرم ہی
نکلا ہی آج بن کے قیامت وہ رشک مہر	ہنگامۂ جزا سر بازار گرم ہی
رکھنا قدم نہ تو مرے مرقد پہ بھول کر	سینے مین اب تلک یہ دل زار گرم ہی

ولہ

ہستی سے خاک کام ہی مثل شرر مجھے	آتا ہی گریہ ہستی موہوم پر مجھے
جون غنچہ ایکدم کے لیے منت ہنسا نسیم	اب باندھنا ہی دوش پہ رخت سفر مجھے
افشاے راز دیدہ و دانستہ کر دیا	ہرگز یہ تجھسے چشم نہ تھی چشم تر مجھے
عشق بتان مین بس ہی لب خشک و چشم تر	دی ہی خدا نے سلطنت بحر و بر مجھے
گردش زدون کو چین نہین مثل مردمک	بیٹھا ہون تو بھی گھر مین ہی ہی سفر مجھے
کیا جانئے کدھر وہ گئے حیف اے نصیر	یاران رفتگان کی نہین کچھ خبر مجھے

ولہ

زنجیر زر اُسکے جو سر فرق چمک جاے	آنکھون مین دو عالم کے وہین برق چمک جاے

ولہ

یہ درمیان سے اُٹھا دے حجاب کا پردہ	بلا سے تیری اگر ہم رہے رہے نہ رہے
بھرونگا تا بہ دم واپسین مین تیرا دم	اگرچہ اسمین مرا دم رہے رہے نہ رہے
ترا مین دیکھ کے عالم ہون اور عالم مین	کسے خبر ہی یہ عالم رہے رہے نہ رہے
چراغ صبح کے مانند دم کا مہمان ہون	شتاب آ کہ مرا دم رہے رہے نہ رہے
فراق یار مین رونا نہ چھوڑیو تو نصیر	بلا سے دیدۂ پرنم رہے رہے نہ رہے

ولہ

کسکیلے کیا کبھو یہ موے سر ایسے نہوتے تھے	میان ہوتے تو تھے پر تا کمر ایسے نہوتے تھے

اگرچہ تھی تبان عاشق کشی سابق زمانے مین		بربّ کعبہ پر بیدادگر ایسے نہوتے تھے
	ولہ	
کوئی کب فتنہ انگیز ای فلک تجھسا زمین پر ہی		کہ تو جتنا زمین کے ہی تلے اتنا زمین پر ہی
یہ انسان نقش باطل ہی بھروسا کیا زمین پر ہی		مُندی جب آنکھ تب کچھ اور ہی نقشا زمین پر ہی
جہان مین سرکشی فوارہ سان کرتا ہی جو کوئی		دلا آخر وہی پھر سر کے بل گرتا زمین پر ہی
بتانِ ماہ طلعت کیون نہ یان دو رآپکو کھینچین		دماغ انکا فلک پر ہی اگرچہ پا زمین پر ہی
نصیر آئینہ سان ہو محو حیرت کیون نہ چشم اپنی		تماشا صانعِ قدرت کا زمین پر ہی
	ولہ	
جاؤ کوئی گر آئے وہ لائے سے کسو کے		تا لب پہ ٹھہر جائے دم آئے سے کسو کے
تم چشم فسون ساز مین سرمہ نہ لگاؤ		کچھ خاک مین حاصل ہی ملائے سے کسو کے
کر ضبط فغان ای دل نالان کہ اُٹھیگا		اک فتنۂ خوابیدہ جگائے سے کسو کے
میرے دل صد چاک پہ ای گل نہ ہنس اتنا		اترائے ہی کیون سر پہ چڑھائے سے کسو کے
وہ اور ہین ای شمع جو الفت مین ہین نالان	ق	روتے ہین تری طرح رُلائے سے کسو کے
جون کاغذ آتش زدہ ہم بھر تماشا		ہنس ہنس کے جلے رات جلائے سے کسو کے
جون نقش قدم خاک نشینان رہِ عشق		تا حشر اُٹھینگے نہ اُٹھائے سے کسو کے
ای ناصح بیہودہ نکر پند و نصیحت		دل لگ کے بھی چھٹتا ہی چھڑائے سے کسو کے
گو ڈر سے ترے بزم مین ہم پی گئے آنسو		پر رنگ چھپیگا نہ چھپائے سے کسو کے
یہ یاد رہے ہم تو ہین بے چین پہ تو بھی		آرام نہ پائیگا ستائے سے کسو کے
سو بار **نصیر** اُسکے لیے کیجیے منت		گر کاش منے بھی وہ منائے سے کسو کے

دل کیون نہو غریق کہ دریاے حسن مین — حلقون سے زلف کے کئی گرداب پڑگئے
یاران رفتگان کی خبر پوچھ مت نصیر — ملک عدم کی راہ مین سارے بچھڑ گئے

ولہ

حدیث سنبل تہ پیچان جہان نکل آئی — اسیر زلف یہ تڑپا کہ جان نکل آئی

ولہ

جگر مین آہ سوزان ہی رکھے ہی چشم تر پانی — الٰہی دل کدھر جاوے ادھر آتش ادھر پانی

ولہ

پامال خلق ہو گئی لاکن وہ شہسوار — توسن کو اپنے ناز کے چمکائے جائے ہی
کیا حال جسم زار کہون سوز عشق سے — اک بال ہی کہ آنچ سے بل کھائے جائے ہی
اس جور پیشہ سے دم رفتن کوئی کہے — کیون ایک بیگناہ کو تڑپائے جائے ہی

قصائد کا انتخاب

ای چرخ عز و جاہ کے بالاتر آفتاب — نقش قدم سے کیا ہو ترے ہمسر آفتاب
دامان شب سے صبح نکل تیری نذر کو — لاتا ہی ہاتھ مین طبق پر زر آفتاب
تیرا علو مرتبہ وہ ہی کہ در پہ روز — کردے ہلال اپنی جبین کھسکر آفتاب
مسند نشین وہ تو ہی کہ تجہ پر سے وار کر — پھینکے ہی زر کے پھول بہر کشور آفتاب
اس در پہ غیرت ید بیضا ہی دست خلق — ہر اشرفی چمکتی ہی یان بنکر آفتاب
منہ کیا ہی ہمسری جو سپہر سے تری کرے — اک گنجفے کا ہی ورق ابتر آفتاب
تو عدل گستری مین بھی رکھتا ہی برتری — گردون پہ دادخواہ ہی عریان سر آفتاب

ولہ

چمکا رہا ہے برق کی ابر بہار تیغ
دکھلائے ہے مجھے چمن روزگار تیغ

کیا سر اٹھاؤں بحر جہان میں حباب وار
کھاتا ہے کاسہ سر پر افتخار تیغ

ہوں مشعل زمانہ میں شکل چراغ صبح
خورشید کھینچے ہے مرے سر پر ہزار تیغ

قبضے میں تیرے شرق سے تا غرب کیوں نہو
ہر صبح کھینچتا ہے تو خورشید وار تیغ

کیا تجھسے کر سکے کوئی روباہ بابلان
ناخن ہے شیر کا تری وقت شکار تیغ

تیرا وہ مرتبہ ہے بلند اب کہ ہر سحر
خاور کا تیری لے کے چلے تاجدار تیغ

عالم میں تیرے جود سے ہے روشناس زر
مردانگی سے ہے تری پر اعتبار تیغ

ولہ

چشم طلب اک عالم رکھتا ہے صدف آسا
نیسان کرم تیرا دست گہر افشان ہے

رنگینی عبارت کی ظاہر ہے ترے خط سے
جس سطر کو دیکھوں ہوں شاخ گل ریحان ہے

جوہر ہیں بھرے تجھ میں کیا فیض رسانی کے
گنتے ہوئے دریا کی ہر موج پریشان ہے

خمسہ

آج گوہر ہے نہ کچھ اسکے برابر چمکا
لعل بھی بلکہ نہ معدن سے نکل کر چمکا

مہ سے صد چند جو دیکھا تو یہ بہتر چمکا
اسقدر رہاں ترے اقبال کا اختر چمکا

جسکے آگے نہ ذرا مہر منور چمکا

روبرو ہے ترے خیمے کے فلک شکل حباب
رشتۂ کاہکشان سے ہے بڑی اسکی طناب

رونق مسند حشمت ہے تو اے فیض مآب
روکشی کی نہوئی خوشۂ پروین کو تاب

تیری دستار پہ یہ طرۂ گوہر چمکا

جنکی تلوار چمکتی تھی سدا شکل ہلال — قرص خورشید درخشانسے بھی ہمسر تھی ڈھال
کیا کھون جو ترے ہاتھونسے ہوا اُنکا حال — صورت نقش قدم ہوگئے آخر پامال

خود چمکا نہ زرہ چمکی نہ بکتر چمکا

با د صرصر مین بھی پاتا نہین مین اتنی تاب — چھو سکے وقت دویدن ترے گھوڑے کی رکاب
ہمعنان ہوسکین کیا رستم و زال و سہراب — چھپ گئی شرم سے بجلی تہ دامانِ سحاب

جب کہ توسن یہ ترا دوش ہوا پر چمکا

ای مہاراجہ خجستہ سیر و فرخ فال — منبع جود و سخا فیض رسان چندولال
جبہہ سا در پہ ترے کیون نہون ارباب کمال — تھا یہان خاک نشین جو کوئی ذرے کی مثال

مہربانی سے تری مہر وہ بنکر چمکا

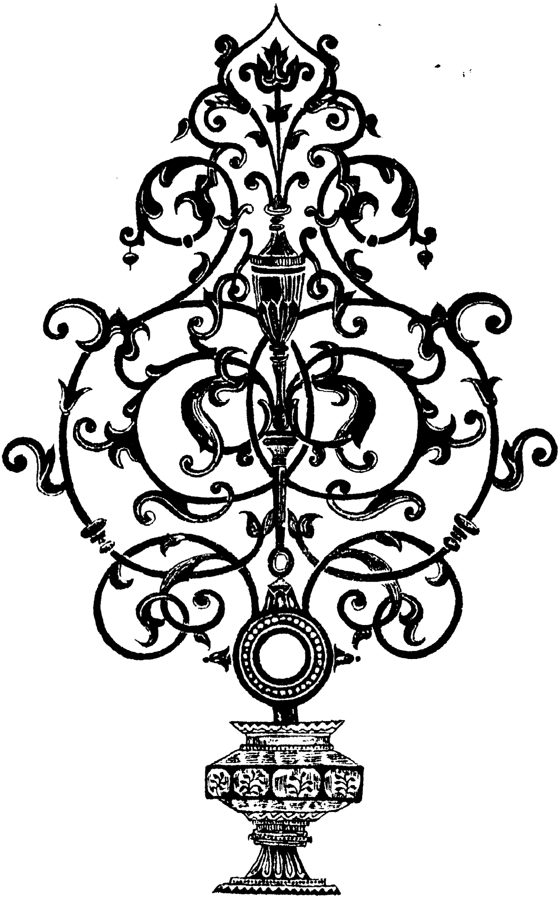

جلد اول

مختار اشعار

(دیوان)

مرزا رفیع سودا

(جسکو)

نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے منتخب اور

مدراس اسکول بکز اینڈ لٹریچر سوسائٹی نے

مشتہر کیا

غزلون کا انتخاب

مقدور نہین اُسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اُٹھا دے
کھلتا ہی ابھی پل مین طلسمات جہان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہی لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہی خزان کا

ولہ

کعبے جاوے پوچھتا کب ہی چلن آگاہ کا
اُٹھ گیا جیدھر قدم رستہ ہی بیت اللہ کا

کفر کی میرے تجلی ہی نظیر شمع طور
پوجون ہون جس بُت کو مین اک نور ہی اللہ کا

کوچہ گردی مین عجب عزت ہی اے عزلت نشین
پاؤن پڑکر خار ٹھہلاتا ہی مجکو راہ کا

شمعرو کہنا اُسے **سودا** ہی تاریکی عقل
شمع کا عکس اُسکے عارض پر کلف ہی ماہ کا

ولہ

کس سے بیان کیجیے حال دل تباہ کا
سمجھے وہی اسے جو ہو زخمی تری نگاہ کا

ولہ

گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ بالی کے
کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

دکھاؤنگا تجھے زاہد اُس آفت جان کو
خلل دماغ مین تیرے ہی پارسائی کا

ولہ

سبب اس چشم کافر کے ہی کیا ہر بار رونیکا
کہ باندھا صورت زُنّار اِس نے تار رونیکا

کبھو مین بات بن روئے نہین کی اُس سے پر اُن نے
نہ پوچھا یون سبب کیا ہی ترے ہر بار رونیکا

ولہ

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پیین تو مزا ہی شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہی اے مُنکَر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

کہتا ہی آینہ کہ سمجھ تربیت کی قدر
جن نے کیا ہی سنگ کو ہمرنگ آب کا

تھا کس کے دلکو کشمکشِ عشق کا دماغ
یارب بُرا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہی ہنوز پھپھولا حباب کا

ولہ

دل مرا پند گو نہ سمجھے گا
پند تیری نکو نہ سمجھے گا

تجسا دانا ہزار حیف کہ تو
یہ نہ سمجھا کہ وہ نہ سمجھے گا

یہ سمجھ لے تو اب کہ سودا کا
دل تری گفتگو نہ سمجھے گا

حق کے سمجھائے سمجھے تو سمجھے
ترے سمجھائے تو نہ سمجھے گا

قطعہ

یہ کہا شیخ نے شیطان سے کہ آ ہم سے مل
آشنا مت ہو تو سودا سے خراباتی کا

کہا اُن نے کہ ہی میری تو سعادت آمین
لیک ہی خوف مجھے آپکی بد ذاتی کا

وله

لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم ای آہِ شرر بار کہ جل جاؤن گا

چھیڑ مت بادِ بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

کہتے ہین وہ جو ہی سودا کا قصیدہ ہی خوب
اُنکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤن گا

وله

نہ کھینچ ای شانہ ان زلفونکو یان سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتوان ہی یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

صنم مین رات سُنکر ہر کسی کے پاؤن کا کھٹکا
اُٹھایا سر کو بالین سے تو پھر دیوار سے ٹپکا

نہ آنکھونمین تری جادو نہ ہرگز سحر زلفونمین
یہ دل جس سے ہی دیوانہ محبت کا ہی وہ لٹکا

پرے رہ برق خارِ آشیان میرے سے کہتا ہون
اُڑیگا دھجیان ہوکر ترا دامن جو یان اُٹکا

قطعه

سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نسکا سر تو کھو سکا

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز
ای روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا

وله

میرے سخن کو فہم کہے یون فہیم کا
قیمت شکن سدا ہی یہ درِ یتیم کا

غنچے کو دل کے یان ہی دم سرد سے شگفت
شرمندہ اس چمن مین نہین مین نسیم کا

وله

نہ آنکھونمین تھما اشک اور نہ سینے مین جگر ٹھہرا
نکلتے ہوگیا وہ لعل وہ سلک گہر ٹھہرا

وله

پھرے ہی شیخ یہ کہتا کہ مین دُنیا سے منہ موڑا
الٰہی ان نے اب ڈاڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا

بہت بیجا ہی رہنا سرکشی سے بزم ہستی مین — کہ مثل شمع رشتہ عمر کا ہر آن ہی تھوڑا
طلب مین ایک ہی بوسے کی تم کینا گئے ہمسے — بس آگے کیا توقع ہی جو لتے ہی مین مُنہ موڑا
نہ مل کم ظرف سے ہرگز بقول آبرو سودا — کسے برداشت ہی ناحق اُٹھاوے کون نکتوڑا

وله

جو گزری مجھ پہ مت اُس سے کہو ہوا سو ہوا — بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
کہے ہی سُنکے مری سرگزشت وہ بیرحم — یہ کون ذکر ہی جانے بھی دو ہوا سو ہوا
یہ کون حال ہی احوال دل پہ ای آنکھو — نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا
دیا اسے دل و دین اب یہ جان ہی سودا — پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

وله

اب تلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا — تجسے ای دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ ہوئی زلف تری جسدن سے — کبھی جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی ترے عارض پہ یہ کہتی ہی کہ مور — رونق مُلک سلیمان نہوا تھا سو ہوا

وله

آراستہ جو بزم ہوئی دور فلک مین — وان جام بجز گردش ایام نہ آیا
ہی رنگ تماشاے جہان صورت خورشید — جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
ہی طرفہ تمنا کہ رہون لب بلب اُسکے — جس سے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

وله

نور اخذ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا — جون آینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

ہے حسن مین یہ فیض کہ صحبت مین تا نکی		بد خلقی جسے کہتے ہین سو ناز کہا یا
	ولہ	
ہے سخت بیمروت وہ بت وفا کرے کیا		پر اب تو لگ گیا دل دیکھین خدا کرے کیا
	ولہ	
کب دل شکستگان سے کر عرض حال آیا		ہے بے صدا وہ چینی جس مین کہ بال آیا
کونین تک ملے تھی جس دل کی مجکو قیمت		قسمت کہ اک نگہ پر مین اُسکو ڈال آیا
بخشش پہ دو جہان کی آئی تھی ہمت ہر		لیکن نہ یان زبان تک حرف سوال آیا
نازان نہو تو اِ سیر گر تجکو سنگ مین سے	ق	گوہر نکالنے کا کسب و کمال آیا
ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہے		کینہ کسی کے دل سے جسکو نکال آیا
اکسیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا		خاطر پہ جب کسی کی اُس سے ملال آیا
	ولہ	
آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا		کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب		مت آشیان چمن کے مرے متصل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجکو شیشہ گر		ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سُن سُنکے عرض حال مرا یار نے کہا		سودا نہ باتین بیٹھ کے یان متصل بنا
	ولہ	
نرگس کی طرح خاک سے میری اوگے ہے چشم		ٹک آن کے یہ حسرت دیدار دیکھنا
ہر نقش پا پہ تڑپے ہے یار و ہر ایک دل		ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا
برہم کرے جمعیت کونین جو پل مین	ولہ	لٹکا وہ تری زلف پریشان مین دیکھا

واعظ تو سُنی بوسے ہی جس روز کی باتین	اُس روز کو ہم نے شب ہجران مین دیکھا
	ولہ
والہ کو تیری چشم کے آزار ہی رہا	عیسی وقت تھا تو وہ بیمار ہی رہا
دیکھا ہی تجکو در پہ ترے جن نے ایکبار	پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا
	ولہ
سودا کے زرد چہرے کو شوخی کی راہ سے	کہتا ہی تیرا رنگ تو اب کچھ نکھر چلا
سودا کہے تھا یار سے اک مونہین غرض	اُدھر کھلی جو زلف اِدھر دل بکھر چلا
	ولہ
مین دشمن جان ڈھونڈکر اپنا جو نکالا	سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے
کہتا ہی نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو	دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگا لا
	ولہ
موج آتش ہی سیل اشکون کی	شاید اِس دل کا آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا	نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا
	ولہ
نہ قصد کعبہ ہی دل مین نہ عزم دیر بندہ ہون	اسیر دامِ الفت ہون جدھر چاہے اُدھر لیجا
نہین گر نرگس شاداب اس گلشن سے قسمت مین	تو یہ بھی ارمغان اک طرح کا ہی چشم تر لیجا
یہ پیاسا موج زن دیکھے ہی دریاے کرم تیرا	درنگ اسمین ہی کیا کہدے سبو اپنا بھی بھر لیجا
	ولہ
اُس مرغ ناتوان کی صیاد کچھ خبر ہی	جو چھوٹ کر قفس سے گلزار تک نہ پہنچا

ای بخت خواب تجسے تحفہ طریق گا ہے		اِک شب ہماری چشم بیدار تک نہ پونچا
	ولہ	
حال دل سے مرے جب تک وہ خبردار تھا		جز دم سرد کوئی محرم اسرار نتھا
جو عمل چاہیے کیجے مرے دُکھ دینے کا		وہ نہ کیجے کہ کہے کوئی سزاوار تھا
پیار اشفاق وفا مہر و محبت الطاف		دل کو جس روز لیا کونسا اقرار نتھا
صحبتون کا نہ کرو غیر کی مجسے اخفا		کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نتھا
	ولہ	
وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا		بہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا
کدھر کو چھوڑ گئے مجکو ہمرہان تنہا		پھرون ہون دشت مین جون گرد کاروان تنہا
ہوا ہی دل صف مژگان کے روبرو ہیہات		ہین نیزہ باز اودھر اتنے یہ جوان تنہا
	ولہ	
عشق کی خلقت سے آگے مین ترا دیوانہ تھا		سنگ مین آتش تھی جب تو شمع مین پروانہ تھا
کل تو مست اس کیفیت سے تھا کہ آتے دیر سے		پھر نظر جو مدرسہ دیکھا سو وہ میخانہ تھا
اختلاط اہل آبادی سے دل آیا ہی تنگ		ای خوشا وقتے کہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا
	ولہ	
یان پھر اس شرم سے عیسیٰ نے گزارا نہ کیا		چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا
کسی کا دین کیا حق نے کسیکی دنیا		سب کا سب کچھ کیا پر تجکو ہمارا نہ کیا
آتش عشق پہ جون ہی دل بیتاب مرا		قائم النار رہوس نے بھی یارا نہ کیا
خلق پیدا ہی جہان کا کہ گیا جو اُن نے		قصد اس گھر مین پھر آنے کا دوبارا نہ کیا

مجھ گدا نے بھی کسی شاہ سے ڈالا نہ سوال
گو مجھے بخت نے اسکندر و دارا نہ کیا

دہر بانٹے تھا متاع دو جہان اے سودا
بینوائی نے مری اُسکو اشارا نہ کیا

ولہ

نے رستم اب جہان مین نے سام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

ہون تو چراغ راہ ہنر زیر آسمان
لیکن خموش ہو کے سر شام رہ گیا

ولہ

قاصد اشک آکے خبر کر گیا
قتل کوئی دل کا نگر کر گیا

دیکھیے واماندگی اب کیا دکھائے
قافلہ یارون کا سفر کر گیا

سیر کی یون کوچۂ ہستی کی ہم
زمین سے جون نالہ گزر کر گیا

ولہ

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ پہ ناسور ہو گیا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

خوش ہین شکستہ بالی سے اپنی ہم اسلیے
پرواز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا

شب آگیا جو بزم مین پیارے تو یک بیک
چہرے سے رنگ شمع کا کافور ہو گیا

ولہ

تقوے کا اب کے موسم گل نے کیا یہ رنگ
زاہد کو خانقہ سے بمیخانہ لے گیا

گزرا کبھو نہ وہم مین وہ اہل ہوش کے
دُنیا سے لُطف زیست جو دیوانے لے گیا

پہلے قدم کے نقش پہ جسکا گرا ہو سر
گو راہ عشق مین وہی مردانہ لے گیا

ولہ

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہرو باندھے ہی چلنے پہ کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہی ورنہ نسیم
کر سکے ہی ترے کوچے سے گزر آخر شب

روکون نالے کو نہ لب پر تو کرون کیا اے دل
شام تاثیر نہ اس مین نہ اثر آخر شب

انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

ولہ

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجون مین اس کسی کو جو ہو آشنا پرست

اس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھ پھوٹ
معدوم ہی جہان سے چشم حیا پرست

دیکھا ہی جب سے رنگ کفک تیرے پاؤن مین
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست

ولہ

نظر آجائے ہی جیسی کہ ہندستان مین صورت
کبھو کاہیکو خلق ایسی ہوئی کنعان مین صورت

زمانے کو بھلا سودا کوئی کس طرح پہچانے
کہ اس ظالم کی کچھ سے کچھ ہی ہر اک آن مین صورت

ولہ

مانے ہین کسے واقف اسرار محبت
پوجین نہ خدائی کو پرستار محبت

آتش ہی تری گرمی بازار محبت
کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت

کیون مجکو نہ مارا غم دوری نے ترے آہ
کس منہ سے کرونگا مین بھر اظہار محبت

کرتے ہین اسیر قفس و دام بھی فریاد
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت

کیونکر نہ کراہے وہ بھلا ناصح بیدرد
جس دل مین کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہی
بچتے ہی نہ دیکھا کوئی بیمار محبت

ہر جرم کو ہی عفو ترے عہد مین ظالم
گردن زدنی ہی سو گنہگار محبت

روتی تھی مرے حال پہ ہمیری فلاک　　جس روز کیا تجھسے مین اقرارِ محبت

ولہ

تجھ بن بہت ہی کٹتی ہی اوقات بیطرح　　جون تون کے دن توگزرے ہی پر رات بیطرح
پوچھا پیامبر سے جو مین یار کا جواب　　کہنے لگا خموش کہ ہی بات بیطرح
سودا نہ مل کر اپنی تو اب زندگی پہ رحم　　ہی اُس جوان کی طرز ملاقات بیطرح

ولہ

شمع مین ہرچند ہی سر سے گزر جانیکی طرح　　کھپ گئی لیکن ہمارے دل مین پروانیکی طرح
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام　　کچھ بھی ای خانہ خراب اس دلکے سمجھانیکی طرح
کاٹ کر پلٹے ہی ناگن تب اثر کرتا ہی زہر　　سیکھ لی زلفون سے تیری اُن نے بل کھانیکی طرح

ولہ

آہ کس سرو مین قمری ہی قد یار کی طرح　　نالہ کرتی ہی تو میرے دلِ افگار کی طرح
دیکھتا ہون مین تری بزم مین ہر ایک کا منہ　　طلبِ رحم کی نظرون سے گنہگار کی طرح

ولہ

کیا خوشی ہمکو کہ اپنی ہی یہ حیرانی کی طرح　　دیکھتی ہی عید عالم چشم قربانی کی طرح

قطعہ

نکر غرور تو زنہار اسپہ ای نادان　　جو مرتبہ ہی ترا شکلِ مہر و ماہ بلند
کرے ہی گردشِ دوران طرح ہنڈولے کی　　ہر ایک شخص کو یان گاہ پست گاہ بلند

ولہ

دلِ ناآشنائے نالہ سے صد رہ جرس بہتر　　نہون مژگان جو خون آغشتہ اُنسے خار و خس بہتر

وفا نے گل مین نے چشم مروت باغبان مین ہی　　نکل بلبل کہ ہی اس باغ سے کنج قفس بہتر
بلند آتش جہان ہووے ہوا ے جنبش لب سے　　تو اپنے فہم ناقص مین ہی وان ضبط نفس بہتر

ولہ

اشک آتش و خون آتش وہر لخت دل آتش　　آتش پہ برستی ہی پڑی متصل آتش

ولہ

ابھرے ہی کیا حباب نمط ای حریر پوش　　یان جسکو دیکھیے سو ہوا ہی کفن بدوش
سکھ نیند زیر سقف فلک کیونکہ سو سکون　　ایدھر دہل نبجے ہی اودھر نوحہ و خروش

ولہ

آرام پھر کہان ہی جو ہو دل مین جاے حرص　　آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص
نادان تلاش طرۂ زر سے تو باز آ　　جون شمع یون نہو کہ ترا سر کٹاے حرص

ولہ

زہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ　　پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ
ثبوت حق کی کریمی سبھون پہ ہی لیکن　　تری تو نفی کرم پر ہی گفتگو واعظ

ولہ

ای لالہ گو فلک نے دیے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

ولہ

عدو ہی دوری می ایک اور خمار ہی ایک　　گل ایک دشمن جان ہی مرا بہار ہی ایک
بدن مین جسکے ترے عہد تک دل و جان ہی　　ادا پہ ایک فدا ناز پر نثار ہی ایک
رہی نہ دین کی عزت نہ حرمت دنیا　　خراب ایک ہی ای عشق تجسے خوار ہی ایک

یکبجو تکیہ تو اس جان و جسم پر سودا
ہوا تو ایک ہی ان دو مین اور غبار ہی ایک

ولہ

سخن عشق نہ گوش دل بیتاب مین ڈال
مت یہ آتشکدہ اس قطرۂ سیماب مین ڈال
ابھی جھپکی ہی ٹک ای شور قیامت یہ پلک
صبح کا وقت ہی ظالم نہ خلل خواب مین ڈال

ولہ

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

ولہ

یار آزردہ ہوا رات جو مینوشی مین
کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی مین
بھولنا ہمکو نہین شرط مروت کہ ہمین
یاد تیری ہی دو عالم کی فراموشی مین

ولہ

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین
ندیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے
سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین
غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہی مطلب
تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہین
حباب لب جو ہین ای باغبان ہم
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

ولہ

اپنے کعبے کی بزرگی شیخ جو چاہے سو کر
از رو تاریخ تو بیش از صنمخانہ نہین
ہاے کس ساقی نے ٹپکا اسطرح مینا دل
ہو جہان ریزہ نہ اسکا کوئی میخانہ نہین

ولہ

دلکو تو ہر طرح سے دلاسا دیا کرون
آنکھین تو مانتی نہین مین اسکو کیا کرون

	ولہ	
جنکے دامن تھے نمازی سو ترے کوچے مین		اُنکے خرقون کے گریبان پھٹے جاتے ہین
کھینچکر تیغ مگر چرخ پڑا ہی پیچھے		رات دن زیست کے کیا جلد کٹے جاتے ہین
	ولہ	
کوسون کا نہین فرق وجود اور عدم مین		قصہ ہی تمام آمد و شد کا دو قدم مین
	ولہ	
مہر ہر ذرہ مین مجھکو ہی نظر آتا ہی		تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظران ہی کہ نہین
پاس ناموس مجھے عشق کا ہی اے بلبل		ورنہ یان کونسا اندازِ فغان ہی کہ نہین
دل کے ٹکڑون کو بغل بیچ لیے پھرتا ہون		کچھ علاج انکا بھی اے شیشہ گران ہی کہ نہین
	ولہ	
اسباب سب جہان کے کچھ اب پاس گو نہین		یہ فکر تو نہین کہ یہ ہی اور وہ نہین
	ولہ	
کہے ہی توبہ یہ زاہد کہ تجھکو دین تو نہین		بھڑ اُٹے خم ہی مرے منہ سے چل نہین تو نہین
	ولہ	
موسم گل ہو ولے کچھ یہ دل اب شاد نہین		تاب پرواز نہین طاقت فریاد نہین
آہ اس دل نے تجا ننگ وحیا کو ورنہ		کیا کیا باتین ہین تمھاری کہ ہمین یاد نہین
	ولہ	
ہون مین جون نالۂ زنجیر سدا پا بہ رکاب		چاہیے سلسلہ جنبانِ بلا جاتا ہون
طائرِ رنگ حنا کے نمط اب اے صیاد		ہون تو مین ہاتھ مین ترے پہ اوڑا جاتا ہون

فکر موزون نہین کرنے کو گرفتار مرے
ہون مین مضمون تری باتو نہین بندھا جاتا ہون

ولہ

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

گریان بشکل شیشہ و خندان بطرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون

تو آپ سے زبان زدِ عالم ہی ورنہ مین
اِک حرفِ آرزو کہ بلب نا رسیدہ ہون

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کس پر ہو داد خواہ
جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون **سودا** بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

قطعہ

پیارے نہ برا مانو تو اک بات کہون مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین

یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو انصاف
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا تو رہون مین

ولہ

حیرت نے اُسکو بند نکرنے دین پھر کبھو
آنکھین جب آرسی نے ترے منہ پہ کھولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جون خوش چھبو نکے تن پہ مسکتی ہین چولیان

کن نے کیا خرام چمن مین کہ ای صبا
لاتے ہین بوے ناز سے بھر بھر کے جھولیان

کیا چاہیے تجھے سرِ انگشت پر حنا
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان

ولہ

کسیکی مرگ پر ای دل نکیجے چشم تر ہرگز
بہت سا روئیے اُنکو جو اِس جینے پہ مرتے ہین

ولہ

تم جنکی ثنا کرتے ہو کیا بات ہی اونکی
لیکن ٹک اِدھر دیکھیو ای یار بھلا مین

کیفیت چشم اُسکی مجھے یاد ہی سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

ولہ

ناوک نے تیرے صید نچھوڑا زمانے مین
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے مین

ای مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول
تو نے سُنا ہی دام جسے ہی وہ دانے مین

چلے مین کھینچ کھینچ کیا قد کو جون کمان
تیر مراد پر نہ بٹھایا نشانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانے مین

ولہ

جون تاک اینڈتے ہین پڑے میکدے مین مست
زاہد بھلا یہ عیش ہی باغ بہشت مین

گزرا ہی آب چشم مرے سر سے بار ہا
لیکن نہ وہ مٹا جو کہ تھا سرنوشت مین

ولہ

جی تک تو دیکے لون جو ہو تو کارگر کہین
ای آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین

ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہی مجکو نیند
جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین

ساقی ہی اک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہی جام تو جلدی سے بھر کہین

جادو بھرے ہین چشم مین مست آنئے کو دیکھ
دھڑکے ہی دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہین

ولہ

امید وصل جز طمع خام کچھ نہین
ہر صبح ہی قسم پہ قسم شام کچھ نہین

وضع بہار دیکھ کے۔ مانند آبشار
جز گریہ اس چمن مین ہمین کام کچھ نہین

سمجھاؤن اپنے کفر کے گر رمز شیخ کو
بے اختیار کہہ اُٹھے اسلام کچھ نہین

طاقت نہین ہی اتنی کہ بیطاقتی کرون
موجب مرے سکوت کا آرام کچھ نہین

وله

مین کس کس شعلہ خو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن — جو دل تھا ایک سو تو جل بجھا کیا خاک دکھلاؤن
چل اُٹھ سایے سے دیوار حرم کے شیخ آ مجھ تک — تجھے نیرنگی قدرت بزیر تاک دکھلاؤن

وله

چہ بیگنہ چہ گنہگار یہ نہو وہ ہو + — وہ شوخ قتل کو تیار یہ نہو وہ ہو
مین اور غیر تمھین کیون نہ ایکسے ہون کہ یان — نہین تمیز گل و خار یہ نہو وہ ہو
نگہ بمہر و تبسم بلطف کچھ تو ہو — جو وہ نہو تو یہ ہو یار یہ نہو وہ ہو
ہمین تو ایکسے ہین حسن مین صبیح و ملیح — کوئی ہوا اپنا خریدار یہ نہو وہ ہو
مساوی آپکو تجھ بن ہی جنت و دوزخ — نہین ہم اسکے طلبگار یہ نہو وہ ہو
یون بجا ہے گا دل آگاہ یہ ہو وہ نہو — وله — اُسکی یہ خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ نہو

وله

چیز کیا ہون جو کرین قتل وہ انکھیان مجکو — پھر گئی دیکھتے ہی خنجر مژگان مجکو
اے نسیم سحری مہر و مروت سے دور — ق — بے نہایت نظر آتا ہی گلستان مجکو
ایک گل تک مرے مانع نہوا چلتے وقت — خار نے بھی نرکھا کھینچکے دامان مجکو
کسکی ملت مین گنون آپکو بتلا اے شیخ — تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

وله

شیخ نے اُس بت کو جس کوچے مین دیکھا شام کو — لے چراغ اب ڈھونڈھتے ہی وان تا سحر اسلام کو
یہ شفق مت سمجھیو یار و خدا جانے فلک — پونچھے ہی دامن سے کسکی تیغ خون آشام کو
پھر کہین دل دینے کی ہمنے تو کھائی ہی قسم — دل جو دیتا ہی کوئی تو جان کے آرام کو

کر کے توبہ ناصحا سودا مصلّی کل ہوا		آج پھر پی ہی مصلّا رکھ گرو دو جام کو
	ولہ	
مے کشان روح ہماری بھی کبھو شاد کرو		ٹوٹے گر بزم مین شیشہ تو ہمین یاد کرو
	ولہ	
نہ پوچھو قتل کرنے مین کسو سے بیر ہی اُسکو		چلے تلوار تو آب روان کی سیر ہی اُسکو
	ولہ	
تو نہووے تو شب ہجر سے جینے ہم کو		خالق ای صبح سلامت رکھے تیرے دم کو
	ولہ	
دم مارنا پھبتا ہی اُسے عشق کا تیرے		جسکا دم اول نفس بازپسین ہو
تن چھوڑ کے گزرون ترے کوچے سے کہ غیرت		یہ چاہے نہ وان نقش قدم خاک نشین ہو
ناصح کو جیب سینے سے فرصت کبھو نہو	ولہ	دل یار سے پھٹے تو کسو سے رفو نہو
	ولہ	
دلدار اُسکو خواہ دل آزار کچھ کہو		سُنتا نہین کسو کی مرا یار کچھ کہو
غمزہ ادا نگاہ تبسم ہی دل کا مول		تم بھی اگر ہوا سکے خریدار کچھ کہو
ہر آن آ مجھی کو ستاتے ہو ناصحو		سمجھا کے تم اُسے بھی تو اکبار کچھ کہو
	ولہ	
بہارِ باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو		ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
روا ہی کہ تو بھلا ای سپہر نا انصاف		ریاے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
اس دردِ دل سے موت ہو یا دلکو تاب ہو	ولہ	قسمت کا جو لکھا ہو آکہی شتاب ہو

اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین		ای اُلفت چمن ترا خانہ خراب ہو
تمھارے فہم مین پیارے جو ہم ہین غیر یون سمجھو	ولہ	اگر سمجھے ہو بیگانون کو اپنا خیر یون سمجھو
کہا اُنسے نہ ملنے کو بھلا جان اپنی جانب مین		جو تم اس دوستی کرنیکو سمجھے بیر یون سمجھو
زمین کو دیکھنا رنگین بُرا ہی خون عاشق سے		اگر سمجھے ہو تم اسکو چمن کی سیر یون سمجھو
تواریخ جہان سے شیخ جی ہم خوب ہین آگہ		اُسے کعبہ اگر سمجھے ہو جو تھا دیر یون سمجھو
بُرا مانے تو مت گفتار سے سودا کی ای پیارے		کہ اسکی بات کچھ رکھتی نہین سر پیر یون سمجھو
	ولہ	
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر		خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو ٹک درد کے ساتھ
دل کو چاہا مین کہ خالی کرون مانند حباب		ہوگئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ
	ولہ	
جا عرش پہ لہراوے خون قتل تمنا کا		ہووے لب زخم دل شکوے سے گر آلودہ
سودا سے کہا مین نے کیون تجسے نہ کہتے تھے	ق	لب عشق کے ساغر سے ظالم نکر آلودہ
اب دیکھ تو حال اپنا ٹک رحم کی نظرون سے		ناحق کی بلا مین تو ہی کس قدر آلودہ
آنکھین تری رکھتی ہین دامان و گریبان کو		خوناب کے قطرون سے شام و سحر آلودہ
جس سمت نگہ کیجے اودھر نظر آتا ہی		لوہو سے ترے سر کے دیوار و در آلودہ
اس بات مین ای نادان بتلا تو مزا کیا ہی		پاؤن سے جو تو خون مین ہی تا بسر آلودہ
جسوقت غرض اُن نے یہ بات سُنی مجسے		اتنا ہی کہا بھر کر آہ اثر آلودہ
لذت کو ہلاہل کی کیا اُنکو بتاؤن مین		ہی کام و دہن جنکا شہد و شکر آلودہ
جب خوش ہو تو دے گالی اک بار سو یہ تحفہ	ولہ	رنجش تو کہون کس سے ہی پیار سو یہ تحفہ

ہردم کے تفحص سے لائے ہین بجان مجکو
غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ

سن نظم کو سودا کی منہ پھیر لگا کہنے
آفاق مین وہ شہرہ اشعار سو یہ تحفہ

ولہ

حلقے جو پڑے باہم ہو جا ی گرفتاری
آنکھون ہی کے لڑنے مین زنجیر نظر آئی

اس باغ مین اک گل کو خندان جو کہین دیکھا
سو غنچے کی وان صورت دلگیر نظر آئی

مستون کے سخن ہمکو سودا یہ بہت بہائے
واعظ کی تو باتون مین تزویر نظر آئی

ولہ

ہو ئی تاثیر اُسکے دل مین نالے سے یہ قینبو نکے
اثر کو ڈھونڈھتی اتبک ہماری آہ پھرتی ہی

کہون کیا تجسے ای سودا خرام ناز مین اُسکا
دلون کو ڈھونڈھتی اک آفت ناگاہ پھرتی ہی

ولہ

گزشتہ حسن کا ابتک نشان باقی ہی
نہون فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہی

سہی قدی کا نہو کام قامتِ خم سے
گیا ہی تیر نکل اب کمان باقی ہی

مری تو سُن لے کہ مانند شمع بزم اخیر
پگھل چکا ہی سراپا زبان باقی ہی

ولہ

ٹک ہمرہان قافلہ سے کہدے ای صبا
ایسے ہی گر قدم ہین تمھارے تو ہم رہے

سودا ہی کیا طلسم زمانہ کا اعتبار
نے جام ہی رہے ہین جہان مین نہ جم رہے

ولہ

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا
اگر آئینے مین اُسکی نگاہ شرمگین ڈوبی

بہا دریا مری آنکھونسے اور اُسکو نہ رحم آیا
مگر تاثیر کی کشتی خبر لو تو کہین ڈوبی

	وله	
ہمین کیا لطف ہی منہ دیکھنا وان یار کا اپنے		جہان وعدہ اُسے عالم سے ہو دیدار کا اپنے
	وله	
جی کی جی ہی مین رہی بیا ر مرے بالین تک		پوچھا اُسوقت کہ کچھ بات نہونے پائی
واجب القتل تو ہم تھے ہی پر اتنی جلدی		یار تقصیر بھی اثبات نہونے پائی
	وله	
جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی		مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی
کیا خوشی اِس سے ہمین سودا کہ آئی ہی بہار	ق	لالہ و نسرین سے پر گو دامن کہسار ہی
ہر سحر خونِ جگر کا غنچۂ گل کی طرح		آنکھ ادھر کھولی کہ اک پیالہ اُدھر تیار ہی
	وله	
کس سے جا اٹکا ہی دل میرا عجب دیوانہ ہی		شور محشر ایک جسکی شوخی جانانہ ہی
قدر سمجھے وسعت دل کی نہ شیخ و برہمن		ورنہ دونون کے لیے ہم کعبہ ہم بتخانہ ہی
تا دوئی ہی درمیان لاف آشنائی کا غلط		آشنا اُس سے ہی وہ جو آپ سے بیگانہ ہی
	وله	
پاک میرے نہ کسی دوست نے کی چہرے سے گرد		دیدہ ہی دشمن جان پر مرا منہ دھوتا ہی
کشت و خون آج اُن آنکھون یہ نہوتے دیکھا		فتنہ سایے تلے مژگان کے مگر سوتا ہی
	وله	
ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے		سب آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے
شکوہ ہی جور و جفا کا تری کس کافر کو		مجھپہ جو گذری سو میری ہی وفاداری سے

	ولہ	
زبان وہی ہی کہ ہلنے مین جسکے ہو کچھ فیض		وگرنہ یون حرکت مین زبان ہی سبکی
مآل مردم ماضی و حال و استقبال		سُنا تو ایک سی کچھ داستان ہی سبکی
	ولہ	
وہی جہان مین رُموزِ قلندری جانے		بھبوت تن پہ جو ملبوس قیصری جانے
غلام اُسکی مین ہمت کا ہون کہ جو اپنے		جگر کے خون کو خوانِ توانگری جانے
پڑا ہی پلے اِک ایسے کے دل کہ جو نادان		وفا کی راہ نہ رسم ستمگری جانے
زبان دہن مین تو غنچے کے بھی ہی کیا لازم		کہ جسکے منہ مین زبان ہو سخنوری جانے
کسی گدا نے سنا ہی یہ ایک شہ سے کہا	ق	کرون مین عرض گر اُسکو نہ سرسری جانے
اُمورِ ملکی مین اوّل ہی شہ کو یہ لازم		گدا نوازی و درویش پروری جانے
مقامِ عدل پہ جسدم سریر آرا ہو		ہر ایک خرد و کلان مین برابری جانے
جو شخص نائبِ داور کہائے عالم مین		یہ کیا ستم ہی نہ آئین داوری جانے
سو لے اِن سخنون کے جو تاج زرین کو		خیال اپنے مین سر دھر کے سروری جانے
یہ فخرِ تاج تو یون نزدِ فہم ہی جسطرح		خروس آپکو سلطانِ خاوری جانے
غرض یہ وہ غزلِ قطعہ بند ہی سودا		کہ اُسکی قدر کوئی کیا جُز انوری جانے
	ولہ	
ہر ایک شی مین سمجھ تو ظہور کس کا ہی		شرر مین روشنی شعلے مین نور کس کا ہی
دماغ خلق پُر از کبر ہی مین حیران ہون		یہ مُشتِ خاک مین اتنا غرور کس کا ہی
تمیزِ خوب و زشت ای مہربان کب عشق نے پائی	ولہ	محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی

بغیر از گور زاہد کنج تنہائی کہان سوجھی		نکیر و منکر اُس جا ہون تو پھر معلوم تنہائی
	ولہ	
جب اُن آنکھون کا غمزہ برسر بیداد آتا ہی		قضا سے قتل عالم کو یہی اُستاد آتا ہی
ستایا ہی برس کر اُسکو کس عاشق کی مژگان نے		کہ یون ابر سیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہی
دہن غنچے کا جب کھولون ہون گوش گل پہ گلشن مین		تو اپنا درد دل کہنا کسو سے یاد آتا ہی
	ولہ	
زیست قاتل ہی مری تجھ بن اجل بدنام ہی		سینے مین موج نفس اک تیغ خون آشام ہی
اعتبار اوج خس کتنا میان گردباد		کیا ہی وہ جو سرفراز گردش ایام ہی
	ولہ	
عاشق کو نکر تو بیزار جی سے		پر اُسکو نہ مار یار جی سے
	ولہ	
غفلت مین زندگی کو نکھو گر شعور ہی		یہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہی
	ولہ	
دل کسو سے کہ جب پلٹتا ہی		دین و دنیا سے جی اوچٹتا ہی
گل ہی عاشق - ترا قسم مت کھا		یون گریبان کسی کا پھٹتا ہی
غنچہ سمٹے تو سمٹے ممکن ہی		دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہی
نہین شرم اتنی کم زبدنامی		اسقدر مجسے کیون وہ گھٹتا ہی
کیا کہون اُس صفاے عارض کو		وان نگہ کا قدم رپٹتا ہی
عشق سے تو نہین ہون مین واقف		دل کو شعلہ سا کچھ لپٹتا ہی

ولہ

جھڑکی تو مد تون سے مساوات ہو گئی
گالی کبھو نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی

اب تو مین چھوٹنے کا نہین اسکو ناصحا
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

گردش سے اُس نگاہ کی اے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

ملنا ترا ہر ایک سے مین کیا بیان کرون
عالم سے مجکو ترک ملاقات ہو گئی

ولہ

سودا فغان کو خط یہ لکھا اُسکے یار نے
جسوقت اُسکے حال کی اُسکو خبر گئی

سُن اے فغان جہان مین عاشق جو ہو گیا
معشوق سے اسی روش اُسکی گزر گئی

شیرین نے جو رکب نہ کیا کوہکن کے سر
مجنون پہ کیا جفا تھی کہ لیلی نہ کر گئی

کل ہی پڑی سسکتی تھی بلبل چمن کے بیچ
ذرا نہ اُسکے حال پہ گل کی نظر گئی

پروانے رات شمع سے اتنے جلے کہ صبح
خاکستر انکی لے کے صبا دوش پر گئی

مین تازہ کچھ کیا ہی کہ بدنامی کو مری
آوازہ آہ و نالہ تری گھر بہ گھر گئی

حرمت رکھی نہ رعد کی فریاد نے تری
رونے سے تیرے آبروِ ابر تر گئی

لُہو سے تیرے سر کے ہی دیوار گھر کی سرخ
آنکھون سے موج خون کی بیرون در گئی

القصہ خط کو پڑھکے یہ اُن نے لکھا کہ خیر
تیرے ہی دل کی مہر نجانون کدھر گئی

شیرین کی ایک مین نہ کہون ورنہ بارہا
لیلی-جدھر تھا وادی مجنون اُدھر گئی

ظالم کڑور گل کا گریبان ہوا ہی چاک
اک عندلیب گر اجل اپنی سے مر گئی

پروانہ کو لنسا نہ جلا شام کو کہ شمع
روتی ہوئی نہ بزم سے وقت سحر گئی

یہ گفتگو تو قطع نظر اس سے تجکو کیا
مجسے جفاے ہجر کی طاقت اگر گئی

میرے لہو سے ہی مری دیوار گھر کی سُرخ		میری ہی موج خون مرے بیرون در گئی
شکوا تو کیون کرے ہی مرے اشکِ سرخ کا		تیری کب آستین مرے لُہو سے بھر گئی
	ولہ	
تیرِی اُن الفتون کے زمانے کدھر گئے		کیا جانیے کہان ہین نجانے کدھر گئے
	ولہ	
وعدۂ لطف و کرم گر نہ وفا کیجیے		مہر نہین تو ستم کچھ تو بھلا کیجیے
	ولہ	
گر تجھ مین ہی وفا تو جفا کار کون ہی		دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہی
نالان ہون مدتون سے ترے سایے کے تلے		پوچھا نہ یہ کبھو پسِ دیوار کون ہی
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل		پہچانتا ہی تو یہ گنہگار کون ہی
	ولہ	
اس چال کے نبھنے کا کچھ اُسلوب نہین ہی		یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہین ہی
اُلفت مین کچھ اپنی بھی اثر چاہیے سودا		ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہین ہی
	ولہ	
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہی		ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی
	ولہ	
اسیری پر مری ناحق یہ دل بیداد کرتا ہی		قفس مین ہمنوایان چمن کو یاد کرتا ہی
جو وہ پوچھے تجھے قاصد کہ سودا خوش تو رہتا ہی	ق	تو یہ کہیو کبھو رو رو دل اپنا شاد کرتا ہی
بسانِ نی ترے ہاتھون سے نالان اُسکو دیکھا ہین		کوئی ٹک منہ لگاتا ہی تو وہ فریاد کرتا ہی

	ولہ	
اِسقدر سادہ و پُرکار کہین دیکھا ہی		بے نمود اتنا نمودار کہین دیکھا ہی
خواہ کعبے مین سب تجھے خواہ مین بتخانے مین		اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہی
دکھ دہندا اور بھی ہین لیک کسو نے کوئی		دل ساجھی درپے آزار کہین دیکھا ہی
پھرے ہی کوچہ و بازار مین تو کیون سودا		جنسِ دل کا بھی خریدار کہین دیکھا ہی
	ولہ	
آتا ہی یاد کوئی تزئین کے وقت تجکو		اکثر تو دیکے سُرمہ دیکھا مین رو دیا ہی
جون گل ہی مجپہ احسان کیا ساقیِ ازل کا		میرے لہو سے مجکو اک جام بھر دیا ہی
لب تشنگانِ جامِ تسلیم ہم ہین ساقی		یا بادہ یا ہلاہل جو ہو سو واہ وا ہی
سمجھے اگر تو اتنا یہ زندگی مرض ہی		ہو درد جس طرح کا پھر وہ تجھے دوا ہی
گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا		تو ہی کر اب تغافل جانے دے آشنا ہی
	ولہ	
نسیم ہی ترے کوچے مین اور صبا بھی ہی		ہماری خاک سے دیکھو تو کچھ رہا بھی ہی
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم		ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہی
خیال اپنے مین گو ہون ترانہ سنجان مست		کراہنے کو دلون کے کبھی سُنا بھی ہی
	ولہ	
لینا جو شیشۂ دل منظور رہی تو یہ ہی		ثابت جو ہی تو یہ ہی گر چُور رہی تو یہ ہی
اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہون مین		اب زخم ہی تو یہ ہی ناسُور رہی تو یہ ہی
گردش سے آسمان کی نزدیک ہی سبھی کچھ		ہم سے تجھے ملانا اک دور ہی تو یہ ہی

لخت جگر کو یار رو دیکھو مری مژہ پر اب دار ہی تو یہ ہی منصور رہی تو یہ ہی

ولہ

قد کو تیرے جس جگہ مشق خرامِ ناز ہی اُس جگہ شورِ قیامت فرشِ پا انداز ہی

ولہ

ہی قسم تجکو فلک دے تو جہانتک چاہیے جلوہ حُسن اُسے حسرتِ دیدار مجھے
نہ پھر اُملکِ عدم سے کوئی یار ای سودا جانا اب انکی خبر لینے کو ناچار مجھے

ولہ

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

ولہ

کیا کاوشِ مژہ سے تری دل کا چل سکے عُہدے سے جبکی صف کے نہ محشر نکل سکے
ٹالا ہی تھا پہاڑ کو فرہاد نے ولے آئی کو کیا کرے جو وہ سر سے نہ ٹل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہین اِسقدر بھی یان افسوس مین کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

ولہ

نے ضررِ کفر کو نے دین کا نقصان مجھسے باعث دشمنی ای گبر و مسلمان مجھسے
آہ و زاری سے مری شب نہین سوتا کوئی تجھسے نالان ہو نہین اک خلق ہی نالان مجھسے
اُسکی خو سے نہین محرم انھین رونے سے ہی کام کیا کیا چاہتے ہین دیدۂ گریان مجھسے

ولہ

قاتل سے کیون جھگڑتے ہو کیا مجھسے بیر ہی جا ے خطر نہین ہی مرا زخم خیر ہی

ولہ

گل پھینکے ہین عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی ای خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہی مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ — کافی ہی تسلی کو مری ایک نظر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات — آئی ہی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

ولہ

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے — اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہی ضرور — آیندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوبِ خوبرو — زاہد تجھے قسم ہی جو تو ہو تو کیا کرے

ولہ

ق

جدم وہ صنم سوار ہووے — تا صیدِ حرم شکار ہووے
جو اُٹھ نہ سکے تری گلی سے — رہنے دے کہ تا غبار ہووے
شبنم سے بھرے ہی ساغر گل — گردون تو خراب و خوار ہووے
پانی نہین دیتے اُسکو ظالم — جو زخمی بیشمار ہووے

ولہ

ہو دست خدائی مین تو یہ کیجے منادی — ظالم ہو جو کوئی سو طرحدار نہووے
دولاب کی ہی حق بطرف مستی سے فریاد — پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہووے

ولہ

ق

پھر نظر تجھکو ندیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے — حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
پھر گلگشت عدم سے جو کوئی پونہچا ہی — سمت اس باغ کے طی منزلین کرتے کرتے
پھل جوانی سے نپایا کبھو جون طفل سرشک — مل گیا خاک مین یان پاؤن کے دھرتے دھرتے

ولہ

مجرم ہوئین تو کہہ دو مکافات کے لیے — منہ مین خدا نے دی ہی زبان بات کے لیے

قصائد کا انتخاب

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہی مگس رانی

نہین معلوم ان نے خاک مین کیا کیا ملا دکھا
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون
گرہ غنچے کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی

سیہ بختی مین ای سودا نہین طول امل لازم
نمط خامے کے سر کٹوائیگی ایسی زباندانی

ولہ

سمجھ ای نا قباحت فہم کب تک یہ بیان ہوگا
ادا سے چین پیشانی و لطف زلف طولانی

نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہی
برہمن کو صنم کرتا ہی تکلیف مسلمانی

نہ ہے دین محمد پیروی مین اسکی جو ہو وین
رہے خاک قدم سے اسکی چشم عرش نورانی

حدیث مَن رَآنی دال ہی اس گفتگو اوپر
کہ دیکھا جسنے اسکو ان نے دیکھی شکل یزدانی

غرض مشکل ہمین ہوتی کہ پیدا کرکے ایسے کو
خدا گر یہ نفرماتا نہین کوئی مرا ثانی

بس آگے مت چل ای سودا مین دیکھا فہم کو تیرے
کر استغفار اس منہ سے اب ایسی کی ثناخوانی

ولہ

چہرۂ مہر وشس ہی ایک سنبل مشکفام دو
حسن بتان کے دور مین ہی سحر ایک شام دو

پھینکے ہی منجنیقِ چرخ تاک کے سنگِ تفرقہ
بیٹھکر ایکدم کہین ہو وین جو ہم کلام دو

کہتی ہی جسسے مغفرت ہووےگی خوب یہ غزل
ہمرہ نعت و منقبت گر اسے انصرام دو

مثل زبان خامہ ہین گر نبی و امام دو
معنی تو اُنمین ایک ہین گو کہ ہوئے بنام دو

ہوسنے ندے غروب ایک بہر نماز مہر کو
ایک کرے اشارے سے قرصِ مہ تمام دو

اُنکے طوافِ روضہ کو پونہچے کبھو نہ جبرئیل
رکھ کے زمین پہ ایک گام تا نہ کرے سلام دو

ولہ

بسان دانۂ روئیدہ ایک بار گرہ
کھلے جو کام سے میرے پڑے ہزار گرہ

کڑور مرتبہ فصل بہار مین کھولی
صبا نے یہ غنچون کی جا سوے لالہ زار گرہ

ہزار حیف کہ یہ میرے دل کے رشتے کی
کھلی نہ اک نفس سرد ایک بار گرہ

غلط ہی تو جو زمانے مین سمجھے یہ سودا
کہ کار بستہ سے یارون کے کھولین یار گرہ

بغیر ناخن شیر خدا جہان مین کوئی
کسی کے کام کی کھولے نہ زینہار گرہ

ولہ

یکسان ہی وجود و عدم انسان کا ترے پاس
یان سر بہ تن عاشق و بہتان ہی برابر

آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم
قسمت ہی یہ اپنی کہ گریزان ہی برابر

کیا درد بیان تجسے کرون مین کہ ترے پاس
میرا سخن اور کذب رقیبان ہی برابر

تونے وہ کہا کیا کہ جسے مین نے نہ مانا
یان حکم قضا اور ترا فرمان ہی برابر

کیا درد کھے سامنے تیرے کوئی اپنا
یان زخم دہان و لب خندان ہی برابر

نالش کرون اب ان کہ جہان حق بطرف مین
مور و ملخ و دیو و سلیمان ہی برابر

وہ ختم رسالت نہین جسکا کوئی ہمتا
اور رہی بھی جو کوئی شہ مردان ہی برابر

ہی علم الٰہی سے وہ اُمّی لقب آگہ		وان عقل کل و طفل دبستان ہی برابر
دونون کا نہین امر کم از امر الٰہی		دونون کی حدیث آیۂ قرآن ہی برابر
	ولہ	
اُٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل		تیغ اُردی نے کیا مُلکِ خزان مستاصل
سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمر دار ہر ایک		دیکھکر باغ جہان مین کرم عزّ و جل
غنچے پر کچھ نہین موقوف عجب فصل ہی یہ		گل بہم پونہچے ہی عقدہ ہو کسی طرح کا حل
آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی		خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول
سایۂ برگ ہی اس لطف سے ہر اک گل پر		ساغر لعل مین جون کیجے زمرّد کو حل
سنگ نے رتبۂ آئینہ کیا ہی پیدا		تیغ کہسار ہوئی بسکہ ہوا سے صیقل
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم		پاؤن رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل
نسبت اس فصل کو پر کیا ہی سخن سے میرے		ہی فضا اُسکی تو دو چار ہی دن مین فیصل
ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سرسبز		نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
ہی مجھے فیض سخن اُسکی ہی مداحی کا		ذات پر جسکی مبرہن کُنہ عز و جل
شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر		وصی ختم رُسل اور امام اول
خاک نعلین کی جسکی مدد طالع سے		پونہچے اُس شخص کو جو شخص ہوا عمائے ازل
وہ نظر آئے اُسے دہر کی بینائی سے		رہ گیا اور رہیگا جو ابد تک اوجھل
دیدہ تیرا بدوئی حق سے نگہ کا ہی خلل	مطلع	ایک شی دو نظر آتی ہی بچشم احول
وصف تجھ تیغ دو سر کا مین کرون کیا شہ دین		دل مجنون کے جو میدان مین کرے ہی صیقل
اُسکے قبضے پہ جو ہو دست مبارک تیرا		نہ رہین دین محمد کے سوا اور ملل

اُسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا
نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ ٹٹے اُسمین بل

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

سب کا احوال ترے پیش ضمیر روشن
ایک سے دونون ہین کیا ماضی و کیا مستقبل

پر کرون کیا مین کہ ہی آٹھ پہر دل میرا
گردش چرخ سے جون شیشۂ ساعت بیکل

سات یہ فتنے ہین کہتے ہین جسے ہفت فلک
ایک سے ایک بڑا ایک کے اک زیر بغل

جلد پونہچا بزمین نجف اس عاصی کو
کہ اِسے عمر ابد ہی جو وہان آئے اجل

ہاتھ پھیلایئے جا زیر فلک کس کے حضور
دست ہمت نظر آتا ہی جہان کا بہ بغل

ولہ

سنگ کو اتنے لیے کرتا ہی پانی آسمان
منہ پہ لاوے آرسی تا عیب روے مردمان

ختم اسپر ہو چکی بدخُلقی و بدخَصلتی
پھر نہ آیا اسکے گھر اِسکا گیا جو میہمان

دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام پیدا گر کرے کوئی تو مٹتا ہی نشان

ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز
پوست کھنچے ہی ہُما کا دیکے مشت استخوان

ماہ کے خاطر مقرر وقت شب ہی ایک نان
پھر جو یہ چاہے سدا ساری وہ ہووے سو کہان

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر
مثل ماہ نو ٹٹے پھرتے ہین عالی ہمتان

کیا کرون اُسکی طبیعت کے تلون کو مین نقل
کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اُسکی بیان

آن مین اوج حسب کو پونہچے مجہول النسب
خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان

چتر ہوتا کاسۂ فقر اکثر آیا ہی نظر
بارہا تختے پہ دیکھا صاحب تخت روان

تا کجا کہیے غرض اس سفلۂ دون کا مزاج
اک وتیرے پر نہین گا ہے چنین گا ہے چنان

یا ولی اللہ ہی مجھ پر تیقن گرچہ یہ
ہی وہ کیا مخفی جہان مین جو نہین تجھ پر عیان

لیکن از بس جور گردون نے کیا ہی مجکو تنگ — مضطرب ہو کر مین اپنا حال کرتا ہون بیان

آفت نو گر بہم پونہچے کسیکے واسطے — بھیجتا ہی اُسکو یہ مجھ پر برلے امتحان

گرچہ ہون بے خان و مان اُسکی عداوت سے ولے — خوش ہون مین نے رنج در کا ہی نہ فکر پاسبان

پر مجھے ہی دغدغہ اتنا کہ یہ ظالم کہین — سرزمین ہند کو سونپے نہ میرے استخوان

کچھ عنایات و کرم سے اپنے مجکو بھی دلا — لیکن اس داد و ستد کی شرط ہی یہ درمیان

خواہش دل کے موافق اپنے جو چاہون سو لون — ورنہ جو ہمت ہی تیری کیا کرون اُسکا بیان

مانگے جو زیرے کا دانہ یاوے وہ کرمان کا ملک — چاہیے جو طوطی کا پر اُسکو ملے ہندوستان

اپنی بخشش کے کہین عہدے سے برآتا ہون مین — تیری ہمت کے موافق لون تو مین رکھون کہان

پر مرا مطلب تو یہ کچھ ہی کہ تیرے در سوا — سر فرو لاؤن نہ مین پیش درِ نواب و خان

اس سوا اور کیا تمنا ہی کرون مین جسکو عرض — چیز کیا ہی مایۂ دنیا بہ پیش عاقلان

وله

ہی پرورش سخن کی مجھے اپنی جان تلک — جون شمع زندگانی ہی میری زبان تلک

کیفیتِ بہار رہی گلشن مین یان تلک — بلبل سے مست ہو گئے اب باغبان تلک

صحن چمن مین پھرتے ہین مستی سے لوٹتے — لیکر ہوا کی موج سے آب روان تلک

ہم نے زیادہ تا شبِ ہفتم سے ماہ کو — قانع نہ رہتے دیکھا کبھو نیم نان تلک

تھا مجکو رات کنج قناعت مین فکر شعر — ناگہ طمع کو حرص نے جنبش دی یان تلک

گزرا وہین یہ دل مین کہ اس فن کی راہ سے — جا پونہچون مین اگر کسی نواب و خان تلک

چھوڑون نہ اُس کنے کچھ اس ابیات کا صلہ — لے کھود کر زمین سے تو گنج نہان تلک

القصہ گزری تھی مجھے شب اس خیال مین — ناگاہ پیر عقل نے آ اُس مکان تلک

ایسا ہی مارا ایک طمانچہ کہ تا ہنوز
کہنے لگا وہ مجسے کہ سودا ہزار حیف
بہر فلاح دامن ہمت نہ چھوڑ سیے
عزت کی گر ہو گوشۂ دامن پہ نیم نان
روزی کو مضطرب نہو ٹک آینے کو دیکھ
پس فرض کیا کیا ہی کہ اشعار رتبہ دا
جو نخوت و غرور سے تحسین کے محل
نزدیک جنکے ہی وہ بڑا صاحب کمال
گر بُوعلی سلام کرے آن کر اُنھین
چاہین کہ ہم کلام ہون اس سے تو یہ کہین
آدم تک اُنکے پاس غرض آدمی نہین
سودا تو اُنکی مدح کریگا کہ جز دروغ
حیران ہون مین کہ مثل نگین بہر نام غیر
رکھیے قلم کو مدح مین ایسون کی سرنگون
خاک مزار اُنکی سدا بہر توتیا
ہنگام طوف بسکہ ملائک تیمناً
خادم کہین ہین دانکے مُنہ آپس مین دیکھ یہ
جسوقت یہ سخن وہین پیر عقل سے
آیا یہ دل مین جاؤن مین کیا لیکے بہر نذر

پونہچے ہی رنگ چہرہ گل ارغوان تلک
اخا کہ مین نے تجکو نہ سمجھا تھا یان تلک
تنگی سے گر ہو چاک گریبان جان تلک
دستار خوان گو نہ بچھے یا نسے وان تلک
نان آبرو سے پونہچے ہی روشندلان تلک
لیجا کے تو پڑھا کرے ادن ناکسان تلک
ابرو سوا سخن کو نہ لاوین زبان تلک
منصب کا جسکے رتبہ ہو فیل و نشان تلک
سینے ہی پر وہ ہاتھ رکھین مین جہان تلک
پونہچے ہی سلسلہ ترا کس خاندان تلک
پونہچا دے تا نسب کو نہ شایستہ خان تلک
اک حرف راست دل سے نہ پونہچے زبان تلک
اپنا تو روسیاہ کرے گا کہان تلک
سجدہ کرین ہین جنکو زمین و زمان تلک
پونہچے ہی رُوم و شام سے لے اصفہان تلک
لیتے ہین خاک آن کے اُس آستان تلک
پونہچے ہی کوئی دن کو زمین آسمان تلک
پونہچا گھر کیطرح مرے گوشِ جان تلک
کب دسترس مجھے ہی کسی ارمغان تلک

ناگہ انھین سے کے ذرّۂ خورشید فضل نے
پونچا دیا یہ مطلع انور زبان تلک

موقوف تھا ظہور حسد اتم یہ یان تلک
جون بن حروف معنی نہ آوین زبان تلک

جس جا کہ مرغ قدر تمھارا ہی بال زن
جبریل کا نہ وہم گیا اُس مکان تلک

محراب نقش پا کی تمھارے ہی جس جگہ
وہ سرزمین پونہچی ہی اس عز و شان تلک

سجدہ گر اُس طرف کرے ابلیس ایکبار
بخشش کو پھر نہ کام رہے این و آن تلک

ولہ

اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا
تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہو پیدا

نہین مین طالب رزق آسمان سے کہ مجھے
یقین ہی کاسۂ واژون مین کچھ نہین ہوتا

نکل وطن سے ہی غربت مین زور کیفیت
کہ آب بجت ہی جبتلک ہی تاک مین صہبا

ہنر کو مفلسی ہرگز ضرر نہین کہ نہین
چنار کو تہیدستی سے نقص جوہر کا

بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف
ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ روزہ کشا

جو ناتوان نہ کرین دستگیری دشمن
تو خار و خس نہ کرے شعلے کو کبھو برپا

فتادگی مین یہ عزّت ہی دیکھ ای سرکش
کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہ نما

نکوئی جو کرے دُنیا مین ہوے وہ پامال
بسان جادہ کسیکو تو راہ مت بتلا

بنے گی زینت دُنیا سے نحس شکل تری
لباس زر کو پہن کر نہو تو بوم طلا

کشندہ تر ہی مرض سے مجھے عیادت غیر
بھلی ہی اُسنے تو بالین یہ صورت دیبا

جفا سے دہر کرے سنگدل کو نازک دل
بنے ہی شیشہ جہان مین گداز ہو خارا

نہین ہی کام مجھے شعر و شاعری سے ولے
خرد نے مجکو نصائح سے بارہا یہ کہا

زبان پہ لا سخن خوب تو نرکھ دل مین
کہ اُس گہر کی نہین قدر جو صدف مین ہا

برنگِ عکس سبکبار بحر دنیا مین
تو رہ کہ بحر حوادث نہ دیوے تجکو بہا

کسیکی دل شکنی سے جو خوش کرے دل کو
وہ کون لوگ ہین کیسے ہین کیا ہین مجکو بتا

یقین تو جان گیا ٹوٹ دل مرا وہین
جو خار چبھ کے مرے پاؤن مین فرو ٹوٹا

ضرر کی اپنے مکافات نفع گردون سے
طلب نکر کہ نہوا ایک بام پر دو ہوا

رکھی فلک نے مرے سر پہ منت دستار
جو زخم سنگ بلا کے سبب یہ سر باندھا

نہین ہی امن کہین زیر آسمان ہرگز
بجز زمین خراسان کہ ہی وہ عرش آسا

ثنا کرون تری ہر وجہ مین قلم آسا
کہ سر کٹے تو گریبان سے ہو زبان پیدا

ولہ

صاحب ہین کئی اس طبقے مین شعرا کے
ہم بزم سخندان کو نہ انسے کرے تقدیر

اُستاد کی انکے ہی انھون کو یہ نصیحت
لفظی نہ تناسب ہو تو کچھ مت کرو تحریر

اتنا تو تلازم رکھو الفاظ کا ملحوظ
بے پنجہ و ناخن نہ لکھو دُودھ کو تم شیر

جب تک کہ نہ منظوم ہو پاسنگ ترازو
باندھو نہ کبھو شعر مین تم لفظ شکم سیر

تم شعر و سخن اپنے کی بندش مین کمان بن
بولو نگہ یار کو یارو نہ کبھو تیر

چہرے کو نہ معشوق کے دو شمع سے تشبیہ
تا زلفون کو باندھو نہ کسو شکل سے گلگیر

مضمون جو قد و زلف کا معشوق کے باندھو
لکھو الف و لام کے سیپارے کی تفسیر

اُستاد کی اِس پند پہ کی اور ترقی
شیوہ وہ لیا جس مین کہ ہو غیر کی تحقیر

مضمون جو ہو ریختے کا تازہ کسی کے
کرتے ہین اُسے فارسی مین باندھکے تشہیر

پھر کہتے ہین یون ہی کسی اُستاد کا یہ شعر
سرقہ یہ کیا جن نے بُرا ہی کوئی بے پیر

اتنا یہ سمجھتے نہین نادان کہ جہان مین
حاصل نہین ہوتی ہی کچھ ان باتون سے توقیر

سررشتہ ہی عزت کا فقط ہاتھ خدا کے
افزایش قدر اپنی مین چلتی نہین تدبیر

قطرہ وہی پانی کا ہی قسمت کی ہی تفریق
ہو ایک تگرگ ایک گہر ہوکے گرہ گیر

سودا تجھے کیا سود جو ابنائے زمان کی
نافہمی و بے ربطی سے کرتا ہی تو تقریر

کر اسکے عوض مدح شہ ہردو جہان کی
تا عفو جرائم ترے طالع مین ہو تحریر

وہ شاہ خراسان نگہ فیض سے جسکی
ہوتے ہوئے اکسیر نہ ماٹی کو لگے دیر

مانگا کرے ہی ہاتھ کو پھیلا کے فلک پر
مہر اُسکے سدا قبۂ درگاہ سے تنویر

ولہ

صبحدم سودا چمن مین مجکو آیا تھا نظر
اندنون شاید وہ کچھ شور جنون سے تنگ ہی

پاس گلبن بیدماغانہ سا کچھ بیٹھا ہوا
اک غزل پڑھتا تھا یہ مطلع کا جسکے ڈھنگ ہی

سمع کا میری صدائے خندۂ گل ننگ ہی
ٹک پرے جا بولنا بلبل کو تو خوش آہنگ ہی

ٹک پرے رکھنا قدم اس آستان سے گردباد
خاکساری کو ہماری سرکشی سے ننگ ہی

آہ کس منہ سے کہون تجکو کہ ٹک ایدھر تو دیکھ
شکل سے میری سدا بیزار میرا رنگ ہی

ہو سکین نازک دلان کب روکش حرف درشت
عکس بال طوطی اپنے آئینے پر سنگ ہی

ٹک پرے گلشن سے میرے شور کر ابر بہار
یان صدائے رعد آواز شکست رنگ ہی

اس مین جرأت سے مین اُسکا قطع کر طول کلام
یہ کہا چرخ منقش کیا زمرد رنگ ہی

گوشۂ خاطر سے کرتا ہی عوض اس قصر کو
سر اُٹھا دیکھا تو ٹک اتنا ہی بولا تنگ ہی

ناگہ اس اثنا مین اک منعم نے آ اُس سے کہا
بندہ خانہ کیا تمھین تشریف لانا ننگ ہی

ہر مکان مین مسند اور ہر ایک جا فرش سمور
ہر طرف مُطرب بسر ہر سو رباب و چنگ ہی

نوش کرنے کو کباب اور پینے کے خاطر شراب
دیکھنے کو رقص محبوبان خوش آہنگ ہی

یہ کہا سنکر جو ترغیب آپ کرتے ہین مجھے
اسکو باور کیجیے گا یہ خیال ننگ ہی

ناز پرورده جو استغنا کے ہین اُنکے تیئن
اِک قدم راه طلب طی کرنی سو فرسنگ ہی

دیکھنا راه اجل اُنکو تماشا رقص کا
درد دل سُننا کسی کا اُنکو عود و چنگ ہی

غم کسی دل سوختہ پر اُنکو کھانا ہی کباب
نت اُنھین خون جگر پینا مئ گلرنگ ہی

خاکِ در اک ایسے کی ہین وہ تری مسند ہی کیا
عرش کے دامن پہ گر بیٹھین تو اُنکا ننگ ہی

کہ سلیمان سے نگین اپنے یہ تو نازان نہو
پیش ارباب ہمم یہ دست زیر سنگ ہی

ولہ

جون غنچہ آسمان نے مجھے بہر عرض حال
دی سو زبان دہن مین ولیکن سبھی ہین لال

گردون سے کار بستہ کھُلے کیونکہ ہی محال
ہرگز نہین ہی عقدہ کُشا ناخن ہلال

رکھتا ہی پر غرور کو جون نیزه سربلند
جون جاده خاکسار کو دے ہی زمین پہ ڈال

اِک تن نواله خوار نہو اُس سے تا ابد
روز ازل سے ہی یہ نگون کاسۂ سفال

پارے کو دے ہی رتبۂ اکسیر بعد مرگ
دولت کبھی کسو کو نہ دی اُن نے بیزوال

ڈھانپے ہی جا نماز تلے زاہدونکا عیب
دیتا ہی راز عشق کو پردے سے یہ نکال

ہم پر سدا رکھے مئ گلرنگ کو حرام
خون بہار تیغ خزان پر کرے حلال

ہم پست فطرتون پہ چلی کب نہ تیغ چرخ
دوڑے اُدھر ہی آب جدھر ہو زمین پہ ڈھال

خواہش ہی دو جہان کی اگر تو زبان سے
جز مدح شاه سر و علن مت سخن نکال

ای شاه دین پناه شتابی سے کر ظہور
تا دوست ہووین شاد تو دشمن ہون پایمال

اکثر جو اختلاف ہین دین نبی کے بیچ
اس مجملے کا تجزیہ ہی موقوف انفصال

سودا کی آرزو ہی کہ جب تو کرے ظہور
اسکی یہ مشتِ خاک ہو تیری صفِ نعال

ولہ

ای وہ کہ کار جن و بشر تجھ سے ہی روان
تیری وہ ذات جس سے دو عالم ہی کامران

کھینچا قضا نے تسمۂ سنگ فسان کہ جب
شمشیر تیری چرخ چڑھی بہر دشمنان

اسکی برش کرے ملک الموت جب خیال
بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان

شمشیر تو یہ کچھ ہی کہ جسکو کیا مین عرض
گلگون ترا سو ہی بجمال پری وشان

رکھتا ہی یہ قدم کہ نہ پونہچے رکاب تک
باد بہار بو سے کو تا آمد خزان

بطلان تبھی ہو آگے سے حق کے فنا کہ جب
وہ تیغ ہو یہ اسپ ہو اور تجسا ہو جوان

چن چن کے سنگریزے ترے جلوہ گاہ سے
طائر ہین جتنے سدرہ نشین عرش آشیان

وان کرکے فرش آنکھونکو اپنی وہ منتظر
ترے قدم کے رہتے ہین ای صاحب الزمان

سودا بجز دعا کے تری کیا ثنا کرے
الکن ہی اس مقام مین جبریل کی زبان

یارب ترا ظہور شتابی ہو تا بدہر
روشن ترے جمال سے ہون چشم مومنان

ولہ

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

سجود در سے ترے بہرہ ور رہون اہل زمین
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا

نہین کلف یہ فلک سیر کا ترے لیکر
بغل مین غاشیہ اپنی چلے ہی ہر شب ماہ

کرے جب آنیکا تو عزم پشت پر اسکی
رکاب اب کے اقبال بولے بسم اللہ

جدھر کو ہو تو جلو ریز پھر ترے آگے
ظفر جو طرِ قوا بولے تو فتح پیش نگاہ

کیا مین فرض کہ آنے سے زیر بال ہما
جنھین حصول ہو جمشید کی سی شوکت و جاہ

پر انکو اوج سعادت سے میرے کیا نسبت
وہ پونہچے ظل ہما تک مین تا بظل اللہ

الٰہی تا ہو جہان تو ہو اور دُنیا ہو ۔ جہان کی خوبی ہی تو ای جہانیوں کے پناہ

تہنیت نوروز

بخشی جو تجکو حق نے جوانی مین سلطنت ۔ شیب زمانہ کو یہ ہوئی خواہش شباب
نزدیک شام کچھ یہ شفق پھولتی نہین ۔ کرتا ہی چرخ پیر حنا باندھکر خضاب
اس بارگہ کو کیون نہ فلک مرتبت کہون ۔ جسکی بلند کاہکشان سے بھی ہو طناب
استادہ ہونے مین ہی یہ کچھ اُسکی عظم و شان ۔ اُٹھتا ہی جسطرح شفقی رنگ ہو سحاب
اِس اِس روش کی قالی گلگون ہوا اُسمین فرش ۔ دیکھی نہو گی موسم گل نے جسے بخواب
برج حمل کیطرح سے ہی اُسکے بیچ تخت ۔ تو اُسمین یون شرف کے ہو جون گھر مین آفتاب
سودا کرے ہی ختم دُعائیہ پر سخن ۔ اِس جا نہین ہی طولِ سخن مقتضاے داب
اُس تخت پر بلند اقبال بیٹھکر ۔ کرتا رہے تو شادی نوروز ای جناب

تہنیت سالگرہ

فجر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک ۔ دی وہین آکے خوشی نے در دل پر دستک
پُوچھا مین کون ہی بولی کہ وہ مین ہون غافل ۔ نہ لگے شوق مین جسکے کبھو شائق کی پلک
ہی خوشی نام مرا ہون مین عزیز دلہا ۔ زندگانی کی حلاوت ہی جہانین مجھ تک
کھول آغوش دل اور لے مجھے جلدی نادان ۔ پھر خدا جانے یہ دن کب تجھے دکھلائے فلک
آنکھین ملکر کے جو دیکھون ہون تو اک بادہ نوش ۔ سر سے لے غرق جواہر مین وہ ہی پاؤن تلک
زلفین یون بکھری ہوئین چہرے پہ بانکین تھین دل ۔ جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
حُسن سے کان کے آویزے مین یہ لطف کہ جون ۔ مستعد قطرۂ شبنم کہ پڑے گل سے ٹپک
مسی آلودہ لب ۔ اخگر تھے تہ خاکستر ۔ کہ ہوا سے وہ سخن کہنے کی جاتے تھے دہک

سلک گوہر نے صفا وام لی اُن دانتون سے
برق دریوزہ کرے موجِ تبسم کی چمک

وقت نظارہ مری جب نگہِ دیدۂ غور
سر سے لے اُس قدِ رعنا کے گئی پاؤن تلک

فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گل اور رنگ اتبک

قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اُسکے اگر
آگے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک

ناگہ اُس شوخ نے مجھسے یہ کہا ای سودا
اب تو شیشہ مِی اندوہ کا پتھر سے پٹک

یہ بھی کوئی طرز ہی رہنے کا زمین پر نادان
یہ کوئی طور رہی جینے کا ترے زیرِ فلک

نہ ترے گھر مین کبھو ناچ مین ہوتے دیکھا
نہ ترے در پہ سُنی آکے پکھاوج کی گمک

آج وہ دن ہی کہ جس گھر مین تو دیکھے اُس مین
کہین ہوتی ہی بھگت اور کہین ہی اولک

یان تلک شیخ و برہمن ہین طرب کے مصروف
دیر مین بجتی ہی مردنگ حرم مین ڈھولک

سُنکے مین نے یہ کہا اُس سے کہ ای مایۂ ناز
خیر ہی بات سمجھ کر تو کہ اتنا نہ بہک

بے سبب کیونکہ مین اندوہ کی الفت چھوڑون
کس طرح دوستی غم کرون دل سے منفک

کرکے دریافت یہ مجھسے کہا اُسنے کہ مگر
سمع مین تیرے یہ مژدہ نہین پونہچا اتبک

آج اُس شخص کی ہی سالگرہ کی شادی
کہ بصورت ہی وہ انسان بسیرت ہی ملک

عدل یہ عصر مین اُسکے ہی کہ ہر ایک طبیب
شعلۂ تپ کو بھی تبرید سے لکھے خار خسک

کسی کے آگے کوئی ہاتھ پسارے کیا دخل
مٹھی باندھے ہوے پاتا ہی تو لد کو دک

کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم
جب تری تیغ مین ہو جوہر برش یان تک

کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصے ہو فلک

ولہ

تمنائے جبین بدر بھی ہوتا ہی ہلال
بسکہ یان سجدے کے مشتاق ہین ارباب کمال

شرق سے غرب تلک رُعب ترے نیزے کا
دھاک ہی تیغ جنوبی کی تری تابشمال

اُسکی خونریزی سے یون فوج عدو گھونگٹ کھائے
جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہی سال

کافر حربی و موذی و منافق ملحد
ایک چورنگ ہی چار و نکالے استیصال

کیا بیان تجسے کرون وصف سپر کا تیری
سایۂ مہر نبوت ہی تری پیٹھ پہ ڈھال

تیرے شبرنگ کے جلوے کے تئین جو دیکھے
کہے وہ اُسکو کنھیا ز رہ حُسن و جمال

باندھ دین پاؤن سے اُسکے جو عدو کو تیرے
پھر اجل چاہے کہ پونچھے اُسے ہی امر محال

ولہ

اشجار کا بستانِ جہان کے ہی عجب ڈھنگ
جلتا ہی چنار اُس سے رُخ گل پہ جو ہو رنگ

بیمھری مین سیارِ گلستان کی کہون کیا
پھل دے اُنھین جو نخل اُسے مارین ہین یہ سنگ

دنیا مین توقع نہین انسان کو کسو سے
جھٹ اُسکا وزیر اب ہی جیسے ہند کا اورنگ

طائر کے جو تو صید پہ لے تیر و کمان ہاتھ
ارجن کے وہین چہرے سے پرواز کرے رنگ

عرصہ ترے گھوڑے کے جو سرپٹ کا ہی اُسمین
پاے فرس باد سحر کرنے لگے لنگ

قبضے مین ترے قوت شمشیر سے تیری
لے شام سے تا روم رہے روم سے تا زنگ

ولہ

گاہ نرگس نظر آوین گہے آہو گہے ترک
انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز

نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین
ناز کے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز

کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
مہربانی کا ترے جور فلک پا انداز

تو جو کہتا ہی نہین دل کو ترے صبر و شکیب
اس سخن سے تو ہی انصاف بہ دور دراز

عہد مین حسن کے تیرے جو پیمبر ہو کوئی
معجزات اُسکے مین ہی صبر بڑا ہی اعجاز

کوئی سُنتا نہین فریاد کو میری ورنہ آہ کی طرح مین ہو جاؤن سراپا آواز
کسطرح سے یہ ستم چاہے گا انصاف اُسکا استخوان کو ہو مرے جو رترا توتیا ساز
دہر مین دادرس خلق ہی اب جسکی جناب اور انباے جہان مین ہی سبھون سے ممتاز
حکم اندازہی وہ تو کہ کمان کا قبضہ ہاتھ لےنے مین لیا جس گھڑی جون چنگل باز
چشم نے دہر کے دیکھا نہ ہوا مین ہرگز طائر روح سوا مُرغ کو کرتے پرواز

تہنیت فتح

آیا عمل مین تیغ سے تیری وہ کارزار دیکھا جسے نہ تُرک فلک نے بروزگار
بے سر ہوئے ہین آج یہ سرکش کہ گر نہال خاک اُنکی پر ہو تو نہ ثمر لاوے شاخسار
سرچنگ اسطرح کی نہ کھائی کہ تا بحشر مدفون ہون جس زمین پہ وہان اُٹھ سکے غبار
نام اُنکا تیری تیغ نے معدوم یہ کیا سُنے عف کرے ہی سگ ہی نہ غان زاغِ کوہسار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اکدم مین اِسطرح گازر بچھاوین پارچہ جون نہر کے کنار
پر حق بجانب اُنکے ہی تھا کچھ اس امر مین تیرے دلاورون کا نہ دیکھا تھا کارزار
جو غول تیرے سامنے آیا تو سمجھے یہ اِک کھیت روبرو ہی ہمارے پُراز خیار
جیسی ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر کھینچا ہی اُسکے نشّے نے ویسا ہی کچھ خمار
اسباب پر حریف کے آپسمین لگتے داؤ لشکر مین اپنے بیٹھ کے جب کھیلتے قمار
تھی کُرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار تھا دود توپ ابر سیاہِ تگرگ بار
توپین جو داغتے تھے فتیلونسے آن ان رنجک مثال برق پہ چمکتی تھی باربار
تھے ہاتھیون پہ بیٹھے جو حافظ کے ہمنشین ساتھ اُسکے ہم پیالہ وباہم نوالہ خوار
وہ بھاگے اسطرح کہ یہ کہتی تھی اُنکو خلق بھاگا وہ دیکھو جائے ہی میدانسے کوہسار

ہو یہ غضب تو لاش کا حافظ کی ذکر کیا — بیٹا سسکتے چھوڑ گیا باپ نے فرار
لازم نہ تھا اُسے کہ ہو ایسے کے سامنے — ہمت مین اور کرم مین جو ہی طاقِ روزگار
لے زر سے تا جواہر و از اسپ تا بہ فیل — جسکے ہمم کے آگے نہ رکھے کچھ اعتبار
نے رتبہ زر کو ہی نہ جواہر کو منزلت — نے قدر اسپ کی ہی نہ کچھ فیل کا وقار
خلعت کسیکو اسپ کسیکو کسیکو فیل — بخشے کسیکو لاکھ کسیکو رُپے ہزار
حافظ نے سر دیا نہ دیا زر۔ ہوئی ہی یہ — تاریخ اُسکے فوت کی کرکے عدو شمار
تاریخ فتح عرض کی سودا نے یون کہی — یہ فتح نو مبارک نواب نامدار
۱۱۸۸ھ

ولہ

در و دروازہ یون ہی اب کس کا — کہ نہ وان پیل و پیلبان ہووے
خوان نعمت نہین ہی ایک کا یون — جس پہ تا سو نہ میہمان ہووے
عیش و عشرت سے ہی سدا دمساز — پیر ہو کوئی یا جوان ہووے
ہی جو کچھ جس کنے ہی اوسکی عطا — آصف الدولہ اور جہان ہووے
دیکھکر جسکو خلق بولے ہی — تو ہوا اور عمر جاودان ہووے
ہی خلا تو محال ہی یہ سخن — حکما کا غلط گمان ہووے
سب جگہ ہی ملا مگر خالی — تیری بخشش سے بحر و کان ہووے
تیر تیرا نگاہ چشم قضا — اُسکو دیدار دشمنان ہووے
سمجھا آفاق مین ہو جب ممدوح — اور سودا اسا مدح خوان ہووے

نہین شایان کہ عرض مطلب کی
اُسکے ہر بار بر زبان ہووے

ولہ

ہی فرس کس کے زیر ران ایسا — جسکے جلوے کا ہووے یہ مذکور
کردے پل مین تمام روے زمین — سینۂ باز نقش نعل ستور
اکڑ ایسی ہی تیرے ہاتھی مین — جسکا پروردہ نمک ہی غرور
دیکھ اُس پر تجھے یہ بولی خلق — ہی تجلی حق بکوہ طور

شکایت

سودا پہ جب جنون نے کیا خواب و خور حرام — لائے گھر اُس طبیب کے ہی عقل جسکا نام
احوال اُسکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب — اب فصد و مسہل اُسکے لیے ہی مفید تام
کہنے لگا سُن اُسکو وہ دیوانہ در جواب — مجھ مین لہو کہان یہ ترا ہی خیال خام
جو کچھ کہ میرے تن مین لہو تھا سو اُسکے سال — عامل نے خیرا باد کے پی کر کیا تمام
مسہل طلب کرے ہی غذا کی زیادتی — مجکو سو ماہ عید بھی گزرا مہ صیام
کیا سودا اس علاج سے کہ اُسکے ماسوا — تا اپنی مین دوا کرون اُسکے قرض وام
تب اُن نے یون کہا کہ بتاؤن مین وہ علاج — اس درد سے تو پا کے شفا ہو جو شاد کام
اُسکے حضور عرض یہ کر جسکے سایے مین — مور ضعیف پیل سے لے اپنا انتقام

تہنیت عید

صباح عید ہی اور یہ سخن ہی شہرۂ عام — حلال دختر رز بے نکاح و روزہ حرام
پھرا ہی آج بمقصود بادہ خواران چرخ — ہی اب بروے زمین دور دور ساقی و جام
معانقہ بجہان آج می پرستون سے — کرے ہی محتسب آکر با انبساط تمام
نشئے نے می کے یہ سرخوش کیا کہ کاغذ باد — خیال بادہ کشان مین ہی قاضی کا اعلام

اُسکی عید مبارک کا ہی مگر یہ سبب ‏ ‏ جس افتخار زمان کا حسن رضا خان نام
وہ اُسکا خوان نعم ہی کہ جسکے مطبخ مین ‏ ‏ صدا کھڑکنے کی ہی دیگ کی صلاے عام
تری وہ تیغ کہ سے فتنے کا رو ہو سوے عدم ‏ ‏ سُنے جو چونکتے اُسکو بخواب گاہِ نیام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیرا پشت پناہ ‏ ‏ علی بہر صفِ میدان ہی جنکا ہی تو غلام
ترا سمند سبکرو ہی اسقدر کہ نہین ‏ ‏ بغیر حنا نہ زین اُسکو خانۂ آرام
حضور اُسکے کڑک برق کی بھرے پانی ‏ ‏ عنان اوچک کے اُسے جب کرے تو گرم خرام
الٰہی باغ جہان مین ہو جب تلک مانا ‏ ‏ شبیہ غنچہ صراحی سے شکل گل کی بجام
مؤسرور تجھے دے ہر ایک عید کے دن ‏ ‏ طرف سے ساقی کوثر کے ساقی گلفام

ولہ

برج حمل مین بیٹھکے خاور کا تاج دار ‏ ‏ کھینچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار
کہتے ہین یون زبانی پیک صبا یہ حکم ‏ ‏ پونہچا حضور سے طرف باغ روزگار
دے گلے ہزار رنگ کے پہناوین ابر کو ‏ ‏ موج ہوا تلک ہو زرہ پوش اکی بار
بن خود ایکدم نہین رہتا سر حباب ‏ ‏ ڈالے رہے ہی منہ پہ جھلم سنگ آبشار
رنجک ہی بھر مشق اوڑایا کرے ہی برق ‏ ‏ گولے ہی ڈھالتا ہی سحاب تگرگ بار
طاؤس نام وہ جو ہین اس فوج کے نقیب ‏ ‏ کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
سنکھ صف قشون خزان آوے جس گھڑی ‏ ‏ ہوکر اوتاوے کھیچے میدان مین کارزار
اب جرم کو خزان کے جو پوچھے تو بیش خلق ‏ ‏ بعد از یزید کے ہی خزان ہی گناہگار

ہاتھی کی تعریف

شان و شکوہ تیرے ہاتھی کا کیا کہون مین ‏ ‏ چرخی بجا ہی اُسکی گر چرخ آسمان ہو

ہی سربلند اتنا یہ بھی عجب نہین ہی — آنکس پہ ماہ نو کے گردست پیلبان ہو
مستک پہ رنگ اُسکے جسطرح جلوہ گر ہی — گو سانجھ لاکھ پھولے یہ لطف پر کہان ہو
اِس دانت سے تو ہم اُس دانت تک جو گذرے — پونہچے نہ ایک دن مین تا شب درمیان ہو
اِس قد و قامت اوپر یہ حسن ہی کہ اُسکی — زنجیر پا بجا ہی گر زلف مہوشان ہو
پایل بجھول سا یہ کیا کیا کہون مین اُسکی — اصلا کہین جو اُس مین شوخی کا کچھ نشان ہو
کجہاک تک نہاوت چھیڑے تو یون چلے ہی — عاشق کے وصل کی شب جسطرح سے روان ہو
ہاتھی مین یہ چلاوا کب ہی سولے اُسکے — تشبیہ یاب جس سے رفتار خوش قدان ہو
جسوقت تھان پر سے کھولے اُسے مہاوت — ہمت سے تیری اُسکو خطرہ یہ ہر زمان ہو
دیوینگے بخشش مجکو ناحق کہین صلے مین — یارب حضور جاؤن تو وان مدح خوان ہو

معذرت

مطلب کو اسطرح سے وہ پونہچے ہی خلق کے — تاثیر جون دوا کی پہونچتی ہو درد کو
کیسے سے گر نکالے تھا حاتم گُہر تو کیا — عالم کے دل کی اُس سے نکلتی ہی آرزو
تقصیر عفو کی ہی ترے یا مرا گناہ — انصاف یہ نہین مجھے مجرم جو سمجھے تو
تیرے کرم نے مجکو بدآموز کر دیا — تھی ورنہ معصیت کی کب اِس روسیہ کو خُو
تیری ہی ذات سے متعلق ہی جرم و عفو — آنکھون مین - دل مین چشم مین ہر جا ہی تو ہی تو
اِس نظم سے غرض نہین مدح و ثنا ہمین — ہی تیرے ذکر خیر کی اپنی زبان کو خُو
روشن ہو تیرے دوست کا ہر شب چراغ عیش — بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

کسی متعصب کی ہجو

کرون چمن مین اگر جاکے مین غزلخوانی — تو بلبلین ہون مرے پیچھے کی دیوانی

موا نہین وہ مرے صیت شعر کو سُنکر
زمین مین شرم سے اب گڑ گیا ہی خاقانی

یقین تو جان کہ زانو ادب کا اس فن مین
کرے ہی تہ مرے آگے عبید زاکانی

جو رُودکی سے مین کچھ پوچھون فن شعر کی بات
بجا کے تانت کہے دین تلا نک تا دانی

نہووے کیونکہ مرا رتبہ شعر مین اتنا
مین کیسے پیر کی کرتا ہون اب ثنا خوانی

کہ جنکی دُم گئی مشرق سے لیکے مغرب تک
اُنھون کا اب کوئی دُم داری مین نہین ثانی

فرشتے داڑھی کو اُنکی لگاتے ہین صندل
کرے ہی طائفہ حورون کا آ گل افشانی

اُنھون کی اپنے مریدون کو یہ وصیت ہی
جو چھوڑ جاوے مری رُوح عالم فانی

مُنڈا کے ریش کو اُس شخص کے بنا چرہی
کرین معاویہ کی گور پر مگس رانی

جگر کے ٹکڑے ہین خولی کے نور دیدۂ شمر
ہون نین شیث کے دیکھے سے اُنکے نورانی

اُنھون کے دام کا لے نام باندھی ہین تن دا
ہنوز قتل پہ سید کے آل مروانی

شہر آشوب کا انتخاب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہی
دعوا نکرے یہ کہ مرے مُنہ مین زبان ہی

مین حضرت **سودا** کو سُنا بولتے یارو
اللہ ہی اللہ کہ کیا نظم بیان ہی

اتنا مین کیا عرض کہ فرمایئے حضرت
آرام سے کٹنے کی طرح کوئی بھی یان ہی

سُنکر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہجا
اس امر مین قاصر تو فرشتے کی زبان ہی

کیا کیا مین بتاؤن کہ زمانے مین کئی شکل
ہی وجہ معاش اپنی سو جسکا یہ بیان ہی

گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہین کسو کی
تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ مکان ہی

گزرے ہی سدا یون علف و دانہ کے خاطر
شمشیر جو گھر مین تو سپر بنیے کے یان ہی

ثابت ہو جو دگلا تو نہین موزہ نمین کچھ چال
تیرون مین ہی پر گبری تو بے چلہ کمان ہی

کہتا ہی نفر عمدہ کو صراف سے جاکر
بی بی نے تو کچھ کھایا ہی فاقے سے میان ہی

یہ سنکے دیا کچھ تو ہوئی عید وگرنہ
شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہی

یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے
اس سج سے رسالے کا رسالہ ہی روان ہی

کوئی سر پہ کیے خاک کوئی چاک گریبان
کوئی رووے ہی منہ پیٹ کوئی نعرہ زنان ہی

ہندو و مسلمان کو پھر اُس پالکی اوپر
ارتھی کا تو تہم ہی جنازے کا گمان ہی

گر ہو جیے جاکر کسی عمدہ کے مصاحب
اُسکی تو اذیت ہی بڑی آفت جان ہی

وہ جاگے جو راتون کو تو بیٹھے ہین دو زانو
کیسا ہی اگر اپنے تئین خواب گران ہی

بے وقت خورش اُسکی جو ہو اپنے تئین بھوک
سو کیا کہون تجسے کہ مصیبت کا بیان ہی

گھڑیال کی چپ بیٹھے ہوے گنتے ہین گھڑیان
اور ریح خلا رُو دون مین جون اسپ دوان ہی

خمیازے پہ خمیازہ ہی اور حیرت پہ ہی حیرت
منہ صورت سوفار کمر شکل کمان ہی

تیغے پہ طبابت کے بھلا آدمی نوکر
سو دو سو روپی کا جو کسی عمدہ کے یان ہی

صحبت ہی یہ اس سے اگر آقا کے تئین چھینک
آوے تو وہ اُسکو بخشونت نگران ہی

اور ما حضر اوپر جو وہ نواب کو دیکھے
کھانا تو یہ کھاتے ہین یہ اُسکو خفقان ہی

مطبوخ پہ ہی خربزہ اور خربزے پر دودھ
ہی دودھ پہ مچھلی تس اُپر گاوزبان ہی

اسمین جو کہین درد اُٹھا پیٹ مین اُنکے
پھر بوعلی سینا ہی تو وان ہیچدان ہی

رکھتے ہین غرض مرگ سے لڑنیکو سپاہی
گر نوکری سمجھو یہ طبابت کی یہان ہی

سوداگری کیجے تو ہی اس مین یہ مشقت
دکھن مین بکے وہ جو خرید صفہان ہی

ہر صبح یہ خطرہ ہی کہ طی کیجیے منزل
ہر شام بہ دل وسوسۂ سود وزیان ہی

لیجا جو کسی عمدہ کی سرکار مین دے جنس
یہ درد جو سُنیے تو عجب طرفہ بیان ہی

قیمت جو چکاتے ہین سو اسطرح- کہ ثالث
سمجھے ہی فروشندہ پہ دزدی کا گمان ہی

جب مول مشخص ہوا مرضی کے موافق
پھر پیسون کا جاگیر کے عامل پہ نشان ہی

پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جسوقت
کہتا ہی وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہان ہی

اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجا
دیوان و بیوتات پہ کہتے ہین گران ہی

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہین نہ وہ جنس
ہر اک متصدی سے میان اور تیان ہی

ناچار ہو پھر جمع ہوے قلعے کے آگے
جو پالکی نکلے ہی تو فریاد و فغان ہی

گر خان و خوانین کی لے کوئی وکالت
اُسکا تو بیان کیا کرون تجسے کہ عیان ہی

ہر عمدہ کے دروازے پہ زین پوش پہ بیٹھا
پوچھے ہی اجی مردے جی نواب کہان ہی

دیوان کے بخشی کی بیوتات کے خاطر
مانند کنھیا کے جہان دیکھو تہان ہی

ہر بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
پیپل کے پتوے کیطرح منہ مین زبان ہی

جس روز سے کاتب کا لکھا حال مین تب سے
ہر صفحۂ کاغذ پہ قلم اشک فشان ہی

وہ بیت ٹکے سیکڑے لکھنے کو ہی محتاج
خوبی مین خط اب جسکا بہ از خط بتان ہی

یہ بھی مین تکلف ہی سے کہتا ہون وگرنہ
آفاق مین ان چیزونکی اب قدر کہان ہی

دمڑی کو کتابت لکھین دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوے وان میر علی جوک جہان ہی

سب پیشے پہ تج کر جو کوئی ہو متوکل
جورو تو سمجھتی ہی نکھٹو یہ میان ہی

جب راہِ خدا پیسے نکالے کوئی نواب
تب اِنکی سفارش مین اُسے رُقعۂ خان ہی

مضمون یہی رقعے کا کہ کچھ دیجیے اُسکو
مداح اماموں کا ہی اور مرثیہ خوان ہی

بالفرض اگر آپ ہوے ہفت ہزاری
یہ شکل بھی مت سمجھیو تو راحت جان ہی

ٹک دیکھنا منصور علی خان جی کا احوال
چھاتی پہ کڑک بجلی ہی اور رشتۂ جان ہی

آرام سے کٹنے کا سُنا تو نے کچھ احوال — جمعیت خاطر کوئی صورت ہو کہان ہی
دُنیا مین تو آسودگی رکھتی ہی فقط نام — عقبیٰ مین یہ کہتا ہی کوئی اُسکا نشان ہی
سو اُسپہ تیقن کسیکے دل کو نہین ہی — یہ بات بھی گوئندہ ہی کا محض گمان ہی
یان فکر معیشت ہی تو وان دِغدغۂ حشر — آسودگی حرفیست نہ یان ہی نہ وہان ہی

گھوڑے کی ہجو

ہی چرخ جب سے ابلقِ ایام پر سوار — رکھتا نہین ہی دست عنان کا یہ یک قرار
جنکے طویلے بیچ کئی دن کی بات ہی — ہرگز عراقی و عربی کا تھا شمار
اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے — موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وُہ اُدھار
تنہا ٹُلے نہ دہر سے عالم خراب ہی — خسّت سے اکثرون نے اُٹھایا ہی ننگ و عار
ہینگے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان — پاوے سزا جو اُنکا کوئی نام لے نہار
نوکر ہین سو روپے کے دیانت کی راہ سے — گھوڑا رکھین ہین ایک سو اتنا خراب و خوار
نے دانہ و نہ کاہ و نہ تیمار نے سئیس — رکھتا ہو جیسے اسپِ گلی طفل شیرخوار
اس مرتبے کو بھوک سے پہونچا ہی اُسکا حال — کرتا ہی راکب اُسکا جو بازار مین گزار
قصاب پوچھتا ہی مجھے کب کروگے یاد — امیدوار ہم بھی ہین کہتے ہین یون چمار
فاقون سے ہنہنانے کی طاقت نہین رہی — گھوڑے کو دیکھتا ہی تو پادے ہی بار بار
ہر زخم پر زبسکہ بھنکتی ہین مکھیان — کہتے ہین اسکے رنگ کو مگسی اس اعتبار
القصّہ ایک دن مجھے کچھ کام تھا ضرور — آیا یہ دل مین جائیے گھوڑے پہ ہو سوار
خدمت مین اُنکی مین نے کیا جا یہ التماس — گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار
فرمایا تب اُنھون نے کہ ای مہربان من — ایسے ہزار گھوڑے کرون تم پہ مین نثار

لیکن کسیکے چڑھنے کے لائق نہین یہ اسپ
یہ واقعی ہی اسکو بجا تو ہی انکسار

اتنا وہ سرنگون ہی کہ سب اوڑ گئے ہین دانت
جبڑے پہ بسکہ ٹھوکرونکی نت پڑی ہی مار

دہلی تک آن پونہچا تھا جس دن کہ مرہٹہ
مجسے کہا نقیب نے آکر ہی وقت کار

ناچار ہوکے تب تو بندھایا مین اُسپہ زین
ہتیار باندھکر مین ہوا جاکے پھر سوار

جس شکل سے سوار تھا اُسپر مین کیا کہون
دشمن کو بھی خدا نکرے یون ذلیل و خوار

چابک تھے دونون ہاتھ مین پکڑے تھا منہ مین باگ
تک تک سے پاشنے کی مرے پاؤن تھے فگار

آگے سے توبرہ اُسے دکھلائے تھا سائیس
پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار

اس مضحکے کو دیکھ ہوے جمع خاص و عام
اکثر مدبرون مین سے کہتے تھے یون پکار

پیچھے اسکے لگاؤ کہتا ہووے یہ روان
یا بادبان باندھ پؤن کے دو اختیار

کہتا تھا کوئی مجسے ہوا تجسے کیا گناہ
کُتوال نے گدھے پہ تجھے کیون کیا سوار

اس مخمصے مین تھا ہی کہ ناگاہ ایک اور
فتنے کو آسمان نے کیا مجسے پھر دوچار

دھوبی کمہار کے گدھے اُس ان ہوے تھے گم
اس ماجرے کو سُن کیا دونون نے وان گزار

ہر اک نے اُسکو اپنے گدھے کا خیال کر
پکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دُم کمہار

بدپشمی اُسکی دیکھ کے کر خرس کا خیال
لڑکے بھی وان تھے جمع تماشے کو بیشمار

کُتّے بھی بھونکتے تھے کھڑے اُسکے گردو پیش
ساتھ اُس سمند خرس نما کے ہو چشم چار

اُسوقت مین نے اپنی مصیبت پہ کر نظر
کہنے لگا خدا سے یہ رو رو کے زار زار

جھگڑون مین دھوبیون سے کہ لڑکونکو دون جواب
کتّون سے یا لڑون کہ مرون اپنا پیٹ مار

بارے دعا مری ہوئی اُسوقت مستجاب
وان سے بہر نمط کیا جنگاہ تک گزار

گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک
کرتا تھا یون خفیف مجھے وقت کارزار

جاتا تھا جب ڈپٹ کے مین اُسکو حریف پر
دھر دھمکا وانسے لڑتا ہوا شہر کیطرف
گھوڑے مرے کی شکل یہ ہی تمنے جو سُنی
سُنکر تب اُنسے مین نے یہ قصہ دیا جواب

دوڑ ون تھا اپنے پاؤنسے جون طفل نی سوار
القصہ گھر مین آن کے مین نے کیا قرار
اسپر بھی دل مین آئے تو اب ہو جیسے سوار
اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہی ضرور یار

گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست
سمجھونگا دل مین اپنے اگر ہون مین ہوشیار

رُباعیات کا انتخاب

فصد کھلنے کے موقع پر

سودا ائی دنیا تو بہر سو کب تک		آوارہ ازین کوچہ بآن کوکب تک
حاصل یہی اس سے نہ کہ تا دنیا ہو		بالفرض ہوا یون بھی نہ پھر تو کب تک

ولہ

تجھ پاس گدا اک آ کے ایسا بولا		جسکو نہ جواہرین تو لیکر تو لا
یان تک کہ ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت		جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

ولہ

ہی زیر فلک جتنے کہ یہ موجودات		ہر ایک کی اک طرح کٹے ہی اوقات
ای شیخ کیا خوب یہ سے ہمنے تحقیق		شیخی و کرامت ہی بن آئے کی بات

ولہ

گر مہ سے بلندی مین ہوا تو دہ چند		پستون کی طرف دیکھکے مت ہو خرسند
جتنے کہ بلندون کی ہین نظرون مین پست		پستونکی بھی نظرون مین ہین اُتنے ہی بلند

خلعت ملنے کی تہنیت

خلعت یہ ہوا تجھکو جہان کے دلخواہ
قائم یہ نیابت رہے تجکو اس طرح
کیا قد پہ سجا ہی ترے اللہ اللہ
جون نائب خورشید فلک پہ ہی ماہ

سالگرہ کی تہنیت

سایہ ترا ای نخلِ امید کہ و مہ
بڑھتا ہی ذی نیزہ گرہ سے جسطرح
اس ملک مین دائم رہے ہر قریہ و دہ
دے طول تری عمر کو یون سالگرہ

ولہ

جہان کے بحر مین ای دل لباس اتنا چاہ
تو کس تلاش مین سر مارتا پھرے ہی کہ عمر
کہ جون حباب وُ ہی پیرہن وہی ہو کلاہ
برنگِ رشتۂ سوزن ہی ہر قدم کوتاہ

ولہ

جینا یہ ترا وہم کا اِک ریشہ ہی
مرتا نہ تو کیا جانیے تو کیا کرتا
اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہی
ای خانہ خراب اسیہ یہ اندیشہ ہی

ولہ

سرمایۂ عیش کامرانی تو ہی +
گر تو ہی نہ آوے تو یہ جینا کس کام
آرام دل و مونس جانی تو ہی
میری تو مراد زندگانی تو ہی

رباعیات مستزاد

دنیا کی طلب مین دین کھو کر بیٹھے۔ ہو کر گمراہ
ہی عارضی خانہ جسم خاکی سودا۔ بے شبہہ و شک
کرنا ہی نتھا جو کام سو کر بیٹھے۔ ای عقل تباہ
سو مالک ہی اسکے آپ ہو کر بیٹھے۔ سبحان اللہ

ولہ

لولی سے مین دنیا کی کہا یون جا کر سن ای بیبی برد — اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا گھر گھر یہ نین صورت نمود
بولی جو کوئی مرد ہی سو تو مجھکو رکھتا ہی نہین — باندھی ہی جنھون نے مرے رکھنے کمر سو ہین نامرد

ہجو شیخ

عروس شیخ سے پوچھا یہ ایک زاہد نے — سبب یہ کیا ہی کہ دل تجسے کا اُنھون یہ جُوا
ہزار حیف کہ ای شمع محفل صلحا — کیا نکاح تو اُنسے جو ماٹی کے ہین تھُوا
دیا جواب کہ ای بھڑوے خیر ہی تجھکو — فرشتے نے مرے دامن کو آج تک نہ چھُوا
سو ایسے خرس سے مین بیاہ کرنے بیٹھونگی — کہ جسکے داڑھی کا ہر بال جیسے ہووے سُوا
جہان دُھوے مری دایہ نے ہاتھ بیٹھکے وان — مین کاٹون اُسکے تئین صدقہ وہ کیا تھا مُوا
مین پیرزادی کر اُسکی جہان مین ہون مشہور — جو کہتی ہون اُسے بھائی تو وہ کہے ہی بُوا

ولہ

یون سنا ہی کہ خسرو یک عصر — ایک درویش کے گیا تھا گھر
دیکھا درویش کو جو خسرو نے — آیا اُس حال مین وہ اُسکو نظر
رو کیے آخرت کو بیٹھا تھا — پشت دنیا سے دون طرف کے کر
بادشہ نے کیا جب اُسکو سلام — سرسری سا ہوا وہ دست بسر
دیکھکر یہ سلوک سلطان نے — ہوکے چین ابرو اور غصہ کر
کہا درویش سے کہ ای احمق — کچھ بھی تجھکو شعور سے ہی خبر
کہ تو کس چیز سے تجھے ہی دماغ — گلہ و بوریا پر اپنے مگر
جب سنا یہ گدا نے خسرو سے — کہا ای بادشاہ زور آور

نہ مرے پاس ملک ہے نے مال
چھین لینے کا جسکے ہووے ڈر

نہ تراز و میری خاطر مین
نہ مین لاؤن نظر مین تیرا زر

حق تعالے نے دیکے استغنا
کہ دیا ہے طمع کسو سے نکر

اور جسوقت بادشاہ و گدا
اس جہان سے کرینگے عزم سفر

نہ تو لے تاج و تخت جاویگا
کلہ و بوریا نہ مین لیکر

پس مین کسواسطے کرون تعظیم
تجھ مین کیا ہے کمال و فضل و ہنر

غرض اتنا گدا کی باتون نے
کیا اُس بادشہ کے دل مین اثر

پھینک کر سر سے تاج شاہی کو
گر پڑا اوٹھ کے اُسکے قدمون پر

تہنیت عید

وہ بارگاہ ہے ایسے جناب کی جسکا
کہا دے آپکو نہ بہشت سے سپہر غلام

عزیز دولت و دین بادشاہ عالمگیر
ضعیف کفر سدا جس سے اور قوی اسلام

رہے وہ خسرو ہندوستان کہ ہین جسکے
بلند رتبہ سلاطین عصر سے خدام

اس آستان فلک مرتبت پہ تا بابد
رہے کنیز شب قدر روز عید غلام

قطعہ سالگرہ

رہے فلک پہ درخشندگی مین تا نیران
ہر ایک سالگرہ مین تو موتیون سے تُلے

گٹھا وہی جو اب اقبال و عمر مین تیری
الٰہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلے

تہنیت عید اضحی

طواف کعبے کا ہے فرض اہل ایمان کو
مگر جسے نہو مقدور تو اُسے ہے معاف

سو اسطرح مین مقرر کیا ہے اب کہ لباس
پہن سکے وہ جو ہو آلودگی سے پاک او صاف

کرون عدو کو ترے ذبح شکل قربانی
پھرون مین گرد ترے بس مرا یہی ہی طواف

ایضا

رہے جہان مین جب تک کہ رسم قربانی
ہمیشہ تا کہ بجا لاوین حج و عمرہ عباد

ترا حریم سعادت ہو خلق کا مسجود
رہے یہ خانۂ دولت زمانے مین آباد

الٰہی دوست جو ہووے حسن رضا خان کا
رہے وہ سایۂ دولت مین اُسکے خرم شاد

بسان دیدۂ مذبوح [illegible] رہے حیران
جو دیکھے جاہ کو اُسکے کوئی بچشم عناد

ولہ

سحر تصنیف سودا سے مغنی
یہ پڑھتا تھا بیک آہنگ پُر درد

گئے یان سے وہ محبوبان رعنا
گل نورستہ آگے جنکے تھا گرد

لگا مت دل کو بلبل اس چمن سے
نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد

لب جو پر سے جسکے کھلتے ہی آنکھ
حباب اُٹھ جاوے ہی بھر کر دم سرد

تماشے سے غرض اس بیوفا کے
جنھون نے موندلین آنکھین وہ ہین مرد

ولہ

کہا کلام یہ سودا سے ایک عاقل نے
کسو سے ربط کوئی زیر آسمان نکرے

کیا جو تجربہ اُن دوستون کو بد پایا
بدی کا جن پہ کسی طرح دل گمان نکرے

وہ آشنا ہین جہان مین کہ امتحان کے بعد
زبان نہین کہ وہ لعن انپہ ہر زمان نکرے

یہ سنکے اُس سے کہا مسکرا کے سودا نے
شکایت اتنی کسو کی کوئی بیان نکرے

بھلے برے کے تجھے امتحان سے ہی کیا کام
یہ شکر کر کہ کوئی تجکو امتحان نکرے

ولہ

ایک عاقل نے یہ سودا سے کہا از سرِ پند — دل مین پاتا ہون تری اُلفت سگ ہا بوفور
نجس العین فقیہون نے انھین لکھا ہی — انسے جو ہووے مسلمان اُسے دوری ہی ضرور
سُنکے بولا کہ تو اے دوست یہ سچ کہتا ہی — پر جواب اسکا تجھے دون ہون مین ہوکر مجبور
مس سے ہووے ہی نجس انکے بدن مین جو عضو — دھونے سے پانی کے وہ پاک ہوا ای اہل شعور
ایسی کہ کیا ہی نجاست وہ کہ میرا تیرا — پاک کرنے پہ کسی طرح نہووے مقدور
میرے نزدیک ہی یون یہ جو ہین اپنے نجس — حق نجاست سے رکھے انکے سگ نفس کی دور
غیر خون ناب جگر یار ملوث اسکا — پانی سے چاہیے ہو پاک سو یہ کیا مذکور

سپر کی پہیلی

ایک نار جھنورا سی کالی — کان نہین وہ پہنے بالی
ناک نہین وہ سونگھے پھول — جتنا عرض اوتنا ہی طول

جارُوب کی پہیلی

نیزے بازون کا ایک ہی لشکر — ایک پٹکے سے سب وہ باندھین کمر
رو کرین جس طرف برائے مصاف — گھر کے گھر کر دین ایک پل مین صاف

بُورانی کی پہیلی

آدھی بُو بُو ساری رانی — جو بُوجھے سو بڑا گیانی

تضمین مخمس

نہ بُلبل ہون کہ اس گلشن مین سیر گل مجھے بھائے — نہ طوطی ہون کہ دل میرا فضائے باغ لیجائے
مین ہون طاؤس آتشباز کیسی ہی بہار آئے — نہ با صحرا سرے دارم نہ با گلزار سودائے

بہر جا میروم از خویش سے بالد تماشائے

کیا مین فرض ہین رتبے مین ہم تو بیش و کم زاہد
نگاہ دیدۂ تحقیق تو او راشک ہم زاہد
نہوئے پیروی سودا سے تیری - ایکدم زاہد
من بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد
تو و قطع منازلہا من و یک لغزش پائے

خمسہ شہر آشوب

کہا مین آج یہ سودا سے کیون تو ڈانواڈول
پھرے ہے - جاکہین نوکر ہو لیکے گھوڑا مول
لگا وہ کہنے یہ اُسکے جواب مین دو بول
جو مین کہونگا تو سمجھے گا تو کہ ہے یہ ٹھٹھول
بتا کہ نوکری بکتی ہے ڈھیر یون یا تول

سپاہی رکھتے تھے نوکر امیر دولت مند
سو آمد اُنکی تو جاگیر سے ہوئی ہے بند
کیا ہے ملک کو مُدت سے سرکشون نے پسند
جو ایک شخص ہے بائیس صوبے کا خاوند
رہی نہ اُسکے تصرّف مین فوجداری کول

رہی فقط عربی باجے پر اُنھون کی شان
جو چاہین اُسکو نہ بجوا دین یہ تو کیا امکان
پر اُنکا فکر ہے تخفیف خرچ پر ہر آن
رہیگا حال اگر مُلک کا یہی تو ندان
گلے مین تاسا کہارون کے پالکی مین ڈھول

امیر اب جو ہین دانا اُنھون کی ہے یہ چال
ہوے ہین خانہ نشین دیکھکر زمانے کا حال
بچھی ہے سوزنی خوجا کھڑا جھلے ہے رومال
حضور بیٹھے ہین اک دو ندیم اہل کمال
دھرے ہے روبرو ایک پیکدان اک تنبول

پڑے جو کام اُنھین تب نکل کے کھائی سے
رکھین وہ فوج جو موتی پھرے لڑائی سے
پیادے ہین سو ڈرین سر منڈاتے نائی سے
سوار گر پڑین سوتے مین چارپائی سے

کرے جو خواب مین گھوڑا کسیکے نیچے الول

کہے جو مودی سے جاکر دواب کے حالات
جواب دے ہی کہ ہی اونٹ تو فرشتے کی ذات
ہوا یہ چھٹی ہی بیلون کی اور بھس یہ برات
جو خچر ہین ہین اُنھون نے پیا ہی آب حیات
تمھارے کھانے کو دانا کہو تو دیجے تول

اور اب جو زعم مین آقا کے فیلخانا ہی
جو ہتنی اندھی ہی اُس مین تو ہاتھی کانا ہی
نہ ٹھور جارے کا راتب کا نے ٹھکانا ہی
ہر ایک بھوک سے سوے عدم روانا ہی
اب اُسکو خواہ دہ پایل سمجھ لین خواہ جھول

کرے ہی بھوک سے شاگرد پیشہ اب یہ معاش
کہین پلاؤ تو باورچی وان پکاوین آش
کرین قناتون مین دربان بیٹھے پردہ فاش
تلے سے کھینچ لے مسند کو آن کر فراش
اگر کہین کہ مٹا اُٹھ کے چاندنی کا جھول

مثنویون کا انتخاب

ایک مشفق ہین ہمارے مہربان
خوب صورت خوب سیرت نوجوان

ناگہان اک روز ہم سے مل گئے
دیکھتے ہی شکل جون گل کھل گئے

جب ہوئے آپس مین ہم اور وہ دوچار
آہ نکلی دل سے اک بے اختیار

دیکھتا کیا ہون کہ عالم اور ہی
گرد رخسارون کے خط کا دور ہی

چہرہ مسّون سے ہی سارا بد نما
رنگ مُنہ کا اوڑ گیا جیسے ہما

ہوگیا اک مرتبہ ہی سبز رنگ
جیسے آئینے کو کھا جاتا ہی زنگ

تب کہا مین یار یہ کیا ہی بلا
کہنے لاگا ذکر اسکا مت چلا

چپ ہی بہتر ہی کچھ اس مذکور سے
سُنیے آواز دُہل کو دُور سے

بیاہ کے کرنے سے ہوتی ہی خوشی
مین نے دیکھا تو یہ ہی مردم کشی

جب تلک اک عالم تجرید تھا
ہمکو جو دن تھا سو روز عید تھا

کدخدائی کا ہی جب سے اتفاق
زندگانی ہو گئی ہی جی پہ شاق

دوست دشمن کا نہین کچھ اسمین دوس — آسمان سے پڑگئی ہی مجپہ اوس
اپنی صورت کا تو اتنا غم نہین — پر یہ صورت ہی تو اکدم ہم نہین
جو کوئی آٹھون پہر غمناک ہو — شکل و صورت اُسکی پھر کیا خاک ہو
آہ کیا جانے وہ کیسی تھی گھڑی — جس گھڑی مجھ پر مصیبت یہ پڑی
بیاہ کی بھی رات مجھ پر یون کٹھن — چاند کو لگتا ہی جیسے کہ گہن
جب سے ہون مین اس بلا مین مبتلا — رات اور دن ہی مری یہ ہی دُعا
یہ تو جلدی سے کہین یارب مرے — ایسا تیسا ہو جو بیاہ اب پھر کرے
سُن چکا جب اُس سے مین یہ ماجرا — ہو چکا قصے سے اُسکے آشنا
تب کہا مین عقل سے یہ دُور ہی — کون اے یار یہ مذکور ہی
جب سے دنیا مین ہی انسانکی سرشت — کوئی روے خوب ہی کوئی روے زشت
ماٹی کی مورت بناوے ہی کمہار — کوئی بدصورت کوئی ہی تاجدار
بس ہی کیا لازم کہ صورت خوب ہو — آدمی جو ہو سو اک محبوب ہو
جسکو جیسا کچھ بنایا بن گیا — شکل انسان مین جو آیا بن گیا
دیکھ بدصورت کو مت ہنس کھلکھلا — اِس مین ہوجاتا ہی صانع کا گلا
جسکو دیکھا ہم نے سو معیوب ہی — فارغ اِس سے اک وہی محبوب ہی
گنج خوبی مار سے خالی نہین — دامن گل خار سے خالی نہین
چاند کو کیسا دیا حق نے شرف — لگ گیا ہی ساتھ اُسکے بھی کلف
صورت اور سیرت کا باہم اتفاق — ایسا ہوتا ہی بہت کم اتفاق
خوبرو اکثر ہین اپنے مہربان — لیک بدباطن ہین اور وہ بدگمان

آشنا سیرت سے ہو جے میری جان ‌ ‌ ‌ صورت ظاہر تو ہی یہ کوئی آن
کر اسی سے تو قیاس ای میرے یار ‌ ‌ ‌ کوئی دن بھی آہ تجھ پر کیا بہار
اب ترا وہ رنگ روغن ہی کہان ‌ ‌ ‌ وہ تری صورت وہ جوبن ہی کہان
کیجئے صورت کا بس کیا اعتبار ‌ ‌ ‌ کوئی دن ہی یہ بھی جون فصل بہار
آدمی کو چاہیے وارستگی ‌ ‌ ‌ صورت فانی سے کیا دل بستگی
زندگانی کا نہو جب اعتبار ‌ ‌ ‌ شکل و صورت کا تو ہی کب اعتبار

عصا کی تعریف

ہوتی ہی دنیا مین جو کچھ تحفہ چیز ‌ ‌ ‌ سب سے ہی سودا کو یہ لاٹھی عزیز
کوچ و مقام اسکا ہی سب اپنے ہاتھ ‌ ‌ ‌ جب کہین چلیے تو ہی بے عذر ساتھ
کس مین یہ توفیق ہی کیجو خیال ‌ ‌ ‌ ہاتھ پکڑ گرتے کو لیوے سنبھال
اُسکے گھرانے کو جو کیجے خیال ‌ ‌ ‌ چھوٹے بڑے جتنے ہین سب ہی کمال
کوئی تو ہی خامۂ اعجاز طراز ‌ ‌ ‌ کوئی ستمگر ہی نے نغمہ ساز
اُسکے بڑون کی ہی بڑائی قدیم ‌ ‌ ‌ دال ہین اعجاز عصاے کلیم
گو کہ سخنگو نہین یہ راست باز ‌ ‌ ‌ تسپہ یہ سمجھاوے نشیب و فراز
جو کوئی سمجھے ہی رموز و نکات ‌ ‌ ‌ اُس سے سدا کہتی ہی لاٹھی یہ بات
گو کہ ہون اب نالہ گرہ در گلو ‌ ‌ ‌ مین بھی تھی سرسبز جہان مین کبھو
سحر ہی یا لکڑی کی تقریر ہی ‌ ‌ ‌ جس مین کہ عبرت کی یہ تاثیر ہی

لکڑی کی نسبت سے تو معذور ہی
آدمی ہونا تو بہت دور ہی

ہاتھی کی ہجو

کیا ساقی نے گو مجھکو سیہ مست | تو کر فکر بلند ای ہمت پست
قلم سے کہ کہ ہو سر گرم تحریر | بنے تا صفحۂ کاغذ پہ زنجیر
قوی ہاتھی سے یہ اپنا سخن ہی | زبان خامہ پر یان کجلی بن ہی
کھون مین پیل معنی کے جو اوقات | تو شیخی ہی کہ چھوٹا مُنہ بڑی بات
بندھے ہی وہ سدا آگر میرے یان | جگہ ہی گشت کی فہم سخندان
بنا ہی پاک طینت اسقدر وہ | قدم ہرگز نرکھے خاک پر وہ
سبک چلنا کوئی کیا اُسکو بتلاے | جہان تک بھیجو کاغذ پر چلا جاے
کرین ہین آفرین اُسپر سو کیا ہی | وہ گویا اِسکی آواز درا ہی
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا | نہ فیل راجہ نرپت سنگھ جیسا
کلاوے کو نہ سمجھو اُسکے گلگون | یہ گردن پر ہی اُسکی خلق کا خون
سرون کو یون قدم نیچے ملے ہی | چنون کو جس طرح چکی دلے ہی
غرض ہوئی تھی باقی ماندونکی خیر | بسانا تھا خدا کو کعبۂ و دیر
ہوئی آقا پر اُسکے تنگدستی | کیا کرتا ہی اب وہ فاقہ مستی
لگے ہی راتب اُسکے اسطرح ہاتھ | جو بھاڑے دین کسی تابوت کے ساتھ
بدن پر اب نظر آتی ہی یون کھال | طناب سُست سے خیمے کا جون حال
نہ بیڑی ہی نہ گٹ بندھن نہ لکڑا | رکھے ہی ناتوانی اُسکو جکڑا
ضعیفی نے کی اُسکی فربہی گم | گیا ہاتھی نکل اور رہگئی دُم
ہوئی ہی ناتوانی اُسکے درپے | کہ وہ ڈیل اب دھوئین کی سی گرہ ہی

پر اُسکے دل مین اب بھی یہ غضب ہی
کہ آتشبازی کا ہاتھی وہ اب ہی

تماشا ہو اگر وہ چھوٹ جاوے
کہ گھر کو آگ کس کس کے لگاوے

کہا اُسکے مہاوت سے مین اک روز
اگر آقا کا اپنے ہی تو دل سوز

توکہ اُنسے کہ اِسکو بیچ ڈالین
عوض کاش اِسکے چڑھنے کو گدھا لین

دیا ان نے جواب ای میرے مخدوم
خریداری تو اُسکی کافری معلوم

اٹم ہی خاک کا یا راکھ کا ڈھیر
کہین ہین اِسکو ہاتھی ہی یہ اندھیر

عماری کسکے گر چلیے کہین کو
جتاوے فیل مرغ اپنے تئین کو

گڑا جس روز سے یان اُسکا بھوناس
کیا حلقے کا سارے ستیاناس

مرے یہ آپ یا کوئی مار جاوے
جہان کے سر سے بوجھ اوترجاوے

غرض تھا جس جگہ یہ ذکر و اذکار
سُنتے تھا اُسکو وان اک مرد ہشیار

ہوئی اس ذکر سے یون اُسمین تاثیر
کہ اُسکا ہو چلا احوال تغییر

ہوا اِسکے سمجھنے کے وہ درپی
کہا اُنسے کہ حضرت خیر تو ہی

لگے کہنے وہ کہ میری طرف رو
مگر ابتک نہین سمجھا اُسے تو

کہ یہ جس پیل کا کرتا ہی مذکور
اِسے ہین نفع کیا کیا اُس سے منظور

اگر اب حسب ظاہر کیجیے غور
اُسی پر اُسکی روزی ہی بہر طور

وے از بسکہ اُسکے فعل ہین بد
اِسے مرنے کی اُسکے کتنی ہی کد

جو کچھ اُس پیل مین اُن نے بتایا
سو اپنے نفس ظالم مین ہی پایا

یہ اُسکی مرگ کے جتنا ہی درپی
مجھے اُتنی ہی اُسکی پرورش ہی

جو خوب اپنے تئین دیکھا مین اُسدم
مہاوت سے بھی ہمت اپنی ہی کم

شیدی فولاد کی ہجو

شہر مین کیا رہے تھا امن و امان　　کیسی کرتی تھی خلق خوش گزران
تھا نہ رشوت سے کوتوال کو کام　　شہر مین تھا نہ چوٹّے کا نام
اب جہان دیکھو وان جھمکا ہی　　چور ہی ٹھگ ہی اور اچکا ہی
دمڑی کے سودے کو جو وان جاوے　　پگڑی کھو سر کو پیٹتا آوے
کس طرح شہر کا نہو یہ حال　　شیدی فولاد اب جو ہی کتوال
اُنسے رشوت لیے یہ بیٹھا ہی　　اُسکے دل مین یہ چور پیٹھا ہی
جتنے نوکر ہین اُسکے خدمتگار　　فن دزدی مین سب ہین بانی کار
کسو کا گٹھ کٹی و تیرا ہی　　کوئی بھڑوا اُٹھائی گیرا ہی
شہر کے بیچ کیا کہون مین اب　　روز محشر کی دھوم ہی ہر شب
بزم مین شب ہر ایک پیر و جوان　　بیٹھے ہین کرکے رزم کا سامان
شام سے صبح تک یہی ہی شور　　دوڑیو گٹھری لے چلا ہی چور
رات جو اپنے گھر مین کھنکارے　　چور دروازے پر یہ ہنکارے
ہو گی کب تک بچا خبرداری　　چور جاتے رہے کہ اندھیاری
خلق جب دیکھکے یہ بیداد　　کرتے ہین کوتوال سے فریاد
بولے ہی وہ کہ مین بھی ہون ناچار　　گرم ہی چوٹّون کا اب بازار
کرتے ہین مجھسے اب بجا کر ڈھول　　میری پگڑی کا میرے سر پر مول

گرمیون کی شکایت

جوش ہی یہ بہار مین اس سال　　لب جو پر ہی عکس کا تبخال

لائے کے ہر چراغ پر اس آن — لٹ دھوئین کی ہی شاخ نافرمان
جل گئین بیلین رہ گیا ہی کاٹھ — روشنی کا سا داربست ہی ٹھاٹھ
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی — ابر نیسان سے آگ برسے ہی
اب زمین پر زبس تڑے ہی دھوپ — سرسون کے کھیت کا سا ہی کچھ روپ
سایے کی تیرگی پہ کر تو نگاہ — قرب سے دھوپ کے ہوا ہی سیاہ
خلق کا تشنگی سے ہی یہ حال — طفل کو مشک دو جوان کو پکھال
تو بھی نیت اُنھون کی بھرتی نہین — پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
یہی سوچے ہی دل مین تشنۂ آب — بحر کو مُنہ لگا دے مثل حباب
پانی کتنا ہی پیٹ مین ہوا اب — شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب
رات سووے زمین پہ جو انسان — کروٹین یون لے جون توے پر نان
پسو جب کاٹے تب وہ مارے ہات — سر و سینہ کو پیٹے ساری رات
گرمی پڑتی ہی یا خدا کا قہر — کیا کہون تجسے مین کہ شہر بشہر
بادشاہون کی بادشاہی ہی — آگیا بیتال کی دوھائی ہی
غیرت خانہ جائے امن نہین — اب کچھ آرام ہی تو زیر زمین

جاڑون کی شکایت

سردی اب کے برس ہی اتنی شدید — صبح نکلے ہی کانپتا خورشید
کُہرہ پڑنے کو کہتے ہین سب یار — ٹھنڈ سے ہی جہانکے دل مین غبار
لیک دیکھا جو غور کر کے مین آپ — نکلی ہی مُنہ سے آسمانکے بھاپ
پانی پر جس جگہ کہ کائی ہی — سبزہ و شال کی رضائی ہی

جسطرف اب لگاہ جاوے ہی — جو ہی جون بید تھرتھراوے ہی
کانپتے ہین درخت و ارض وجبال — موسم دی ہی یارو یا بھونچال
آگ بھی ٹھنڈ سے ٹھٹھرتی ہی — گودون کے بیچ چھپتی پھرتی ہی
دین ہی بربا دٹھنڈ سے یکدست — جو کوئی ہی سو آفتاب پرست
کفر کی مہ سے مست ہی جو ہی — غرض آتش پرست ہی جو ہی
دن کی کٹتی ہی دھوپ مین اوقات — کالی کمبل مین رات کاٹے ہی رات
رعد سردی کے ساتھ گرم خروش — ابر دوش ہوا پہ بالاپوش
شب جو رخشندگی پہ برق آوے — ابر مین یون ٹھٹھر کے رہجاوے
کیا کرون اسکی یار مین تقریر — جون کسوٹی پہ سونے کی ہو لکیر
جھینکنا جاڑے کا جو جھینکین ہین — اک سخن ہی تو لاکھ چھینکین ہین
کوئی اب جا سے ہل نہین سکتا — گھر سے باہر نکل نہین سکتا
پھر جو کوئی ندان سے نکلے ہی — ٹھنڈ کے مارے جان نکلے ہی
لپٹے رہتے ہین روئی مین مجبور — جس طرح ناشپاتی وانگور
سقا بولے ہی بھر کے انکھو مین اشک — یارو پانی نکالو چیر کے مشک
آہ قناد بھر کے یون بولے — بنی تھی قند ہو گئے اولے
آگے جاتا نہین ہی اب بولا — ہو گئی ہی زبان بھی اولا +

دولتمند بخیل کی ہجو

ہی خدا کا یہ ایک شمۂ نور — جس سے روشن ہی آسمان کا تنور
کرتے اسکو لگے نہ ذرہ دیر — مہر و مہ کو بشکل نان و پنیر

کس زبان سے ہو اُسکا شکر ادا　نعمتین کیا کیا اُن نے کین پیدا
میوے ہین باغ مین زمانے کے　واسطے کھانے اور کھلانے کے
فضل سے اسکے کچھ نہین ہے کمی　لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
سنیو یارو کرون ہون مین اک نقل　جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل
اتفاقاً اک آشنا میرے　گئے تھے ایک عمدہ کے ڈیرے
جونہی وارد ہوئے یہ وان ناگاہ　اُٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ
اِنکے ہوتے جو ابر گھر آیا　صاحب خانہ سخت گھبرایا
جون لگی ہونے قطرہ افشانی　لا رکھی اِنکے آگے بارانی
پھر لگا کہنے یہ بھی اپنے نصیب　آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
اور منہ آسمان یہ برسائے　بھیگتا اپنے گھر کو وہ جائے
یہ تو سادے غریب کیا جانین　اُس مزور کو کیونکہ پہچانین
بولے یہ سادگی سے کیا ہی ضرور　بھیگتا جاؤنگا مین اتنی دور
رکھے خالق سلامت آپکی ذات　نہ کھلے گا تو مین رہونگا رات
یہ سخن جونہی پہنچا اُسکے کان　لگی اُسکی وہین نکلنے جان
مضطرب برق سے نہو یون حال　بادلونسے جو اِسکا تھا احوال
کبھو کہتا تھا یارو نیل جلاؤ　کبھو کہتا تھا شیخ ڈونڈو بناؤ
کبھو بولے تھا دیکھیو ادبر　آوے ہی آسمان کہین سے نظر
گاہ بولے تھا ہو جو مہر پدید　کیسی ہو جائے اپنے گھر مین عید
بولا نوکر یہ ایک یون فی الفور　کچھ نظر آوے ہی جو کیجے غور

کہا اُن نے یہ سچ ہی میری جان
ای مین تیری زبان کے قربان

لیک پر نالے جب لگے بہنے
تب تو جھنجھلا کے یون لگا کہنے

کیا یہ بجسے ہی یون برس کمبخت
کو ہ تک جائین ڈوب لیکے درخت

غرض اپنی سی وہ تو کر گزرا
ہوگئی رات لیک مُنہ نہ کھلا

وقت آیا جب اِسکے کھانے کا
مرتکب ہو کے اس بہانے کا

لگا کہنے کہ کوئی ہی حاضر
بولا اُسوقت ڈیوڑھی کا ناظر

کہا اُس نے کہ بھر کے افتابا
محل کی جا حاضر و ہین رکھوا

غرض اُٹھکر چلا وہ جب ان سے
کہ گیا کان مین یہ مہمان کے

چاہو جو کچھ کہ اب تناول کو
کہدو بلوا کے تم بکاول کو

اُنھون نے اسکے موجب ارشاد
کی بکاول کے تیئن وہین فریاد

آیا بعد از سماجت بسیار
اُنھون نے پوچھا ہی کچھ اب تیار

بولا تیار تو نہین ہی کچھ
جاؤن ڈھونڈون اگر کہین ہی کچھ

تو تو لاؤن ہون آپکے خاطر
ورنہ کھاؤ مجھے مین ہون حاضر

بولے یہ کچھ اگر نہین تیار
دیکھو ہو دیگا مودی سرکار

اُس سے تم جا کے جنس منگواؤ
واسطے میرے کچھ تو پکواؤ

لگا کہنے وہ کوئی مانے ہی
آپ ہی بھڑوا خاک چھانے ہی

جبکہ اِسکا حساب ہوتا ہی
جان کو وہ بَرون کی روتا ہی

اور قصاب بھی جو آوے ہی
چُھری بُغدا مجھے بتاوے ہی

اہل مطبخ کی جب سنو آواز
کترین آقا کے چوتڑون پر پیاز

کیا کہون تجھسے مین غرض اے یار
دیکے خدمت کیا ہی مجکو خوار

پیر اُنکا گر آوے وقت طعام
جاوے لقمے کے کھائے وہ دشنام

بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہی
ناک باورچیون کی بہتی ہی

اُنکے مطبخ سے دود لُٹھے اگر
سقے لے دوڑتے ہین مشکین بھر

روز باورچی یون کرین فریاد
کبھی توکچھ کرو ہمین ارشاد

کیا ترے بعد کرکے کھاوینگے
جب کسب اپنا بھول جاوینگے

الغرض مطبخ اِس گھرانے کا
رشک ہی آبدارخانے کا

جس سے طوفان نے کیا تھا ظہور
اِنکی نانی کے گھر کا تھا وہ تنور

ایک فرزند یہ رکھے تھا اُلاغ
سارے گھر کا تھا اِسکے چشم و چراغ

اُس نے اک روز یہ حماقت کی
آشنا اپنے کی ضیافت کی

تسپہ یون پیش آیا یہ مردود
یاد آیا اُسے چھٹی کا دود

چاہتا تھا کرے یہ اُسکو عاق
اور ماں کو بھی اُسکی دیدے طلاق

بارے لوگون نے آکے سمجھایا
تب یہ جورو کے حق مین فرمایا

پتھر اِسکے عوض تو کیون نہ جنی
کاش پھنس مرتا وان یہ ناشدنی

یارو مجسے تو لا ولد بہتر
میرا بیٹا اور اس قدر ابتر

اسکا دادا بھی گرچہ تھا عیاش
اس سلیقے سے پر کرے تھا معاش

جو کوئی اُسکے گھر مین نوکر تھا
رات کو اُسپہ یہ مقرر تھا

پھرتا وہ ٹکرے مانگتا گھر گھر
لاتا آقا کے آگے جھولی بھر

اچھے جِن جِن کے آپ کھاتے تھے
بُرے تنخواہ مین لگاتے تھے

پیدا جو کر گئے تھے یون اجداد　سو یہ بدبخت دے ہی یون برباد
مین تو آبھی کو جانتا تھا فضول　پر یہ مجھسے بھی نکلا نامعقول
اِسکے دادا کے باپ کا اک روز　آشنا تھا سو وہ نپٹ دلسوز
لایا کھچڑی پکا شراکت سے　دونون کھانے لگے رفاقت سے
اُن نے اک دو لیے نوالے بڑے　جد مرحوم و وہین ہو کے کھڑے
لگے کہنے نہین شراکت نیک　میرے سو لقمے اور تیرا ایک
تھی بزرگون کی اپنے تو یہ چال　کرتی ہین یان ضیافتین پامال
خوب جو کچھ اُٹھا اخرنیے سے　لو اتالیق کے مہینے سے
سُنا اس گھر کا یار تو نے حال　مجھسے کھانے کا پھر نہ کیجو سؤال
غرض اس آشنا نے صبح کو آ　مجھسے یہ ماجرا تمام کہا
بھیجو یار واب ایسے عمدہ پر　لعنت کردگار شام و سحر

میر ضاحک کی ہجو

ہی عجیب و غریب زیر سما　ایک یان صورت آشنا اپنا
آدھ سیر آٹے کا خدا ہی کفیل　پیٹ اِسکا ہی عمر کی زنبیل
گھر مین اب جسکے دیگچہ کھڑکے　در پہ اُسکے یہ بیٹھے یون اڑکے
گور سے پھر جو رستم اُٹھ کر آئے　میت اِسکی اُٹھالے یا نہ اٹھائے
خوردنی کی ہو جس زمین پر باس　جمع وان کرکے اپنے ہوش و حواس
بیٹھ مکھی کی طرح پڑ در پہ　دونون ہاتھون سے سر کو پیٹے ہے
ہر کسی بنیے کی دوکان پہ جا　اپنی باتون مین اِسکو لے ہی لگا

کام ہر رو جو اپنا کر لیوے | گلے بند رکی طرح بھر لیوے
نان بائی محلہ یون فریاد | کرے ہی یارو دیکھو یہ بیداد
چاٹے ہی چوری سے رفیدے کو | مار ڈالون گا اس ندیدے کو
جو اسے میہمان بلاوے ہی | آفت اپنے وہ گھر پہ لاوے ہی
کھانا آوے تو اس طرح ٹوٹے | جیسے کوئی کسیکا گھر لوٹے
مارے لقمے تو اسطرح بد ذات | جیسے جھاڑے کوئی پٹے کے ہات
ایک تھا اسکا آشنا دلسوز | وارد اسکے یہ گھر ہوا اک روز
ظاہرا اسکے گھر تھی کچھ شادی | سر مجلس بلا اسے جا دی
نہ تھی اسکو کسی سے بات اور چیت | بھوک سے اسکی لگ رہی تھی پیٹ
گاہ چونکے تھا گاہ اونگھے تھا | گاہ مطبخ کی باس سونگھے تھا
جاوے بازار کو اگر وہ لئیم | خلق سمجھے کہ پہنچی فوج غنیم
بھوک مین جب ادھر یہ آتا ہی | لوگون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہی
چار کے کاندھے جب یہ جاویگا | توشے کی روٹی کو بھی کھاویگا

حکیم محمد غوث کی ہجو

صدر کے بازار مین ہی اک ڈھنگ | عار اطبا و طبابت کا ننگ
مملکت ہند مین اب گھر بہ گھر | ہی ملک الموت سے مشہور تر
رنگ و دہن اسکا ہی بہ بود قیر | جیسے کہ جلاب کا دست اخیر
صاحب پیچش کو بتایا کتول | واسطے ہیضے کے لکھا اسپغول
لکھدیا مجنون کو شیر شتر | لکھدیا مستسقی کو جا فصد کر

پوچھا جو اُن نے تو غذا کیا کھی | ساتھ گلتھی کے کہا کھاد ہی
یہ کہا اُسکو جسے تھی آتشک | موضع مخصوص پہ چھڑکو نمک

مثنوی زرگر کا انتخاب

مراد دل نام پر اُسکے ہی شیدا | کیا ہی جن نے حسن و عشق پیدا
چمن مین ذکر سے اُسکے ہی تفریح | گلون کو دانۂ شبنم ہی تسبیح
کہین نور چراغ خانہ ہی وہ | کہین سوز دل پروانہ ہی وہ
کسو کے دل مین پاتا ہون اُسے درد | کسی سینے مین تاثیر دم سرد
نظر بھر دیکھ گر ہی تجکو فہمید | ہر اک ذرے مین جھلکے ہی وہ خورشید
خدایا دے تو اپنے عشق کا درد | عنایت کر دل گرم و دم سرد
مجھے کر عشق کے خنجر سے دمساز | تڑپنے کی حلاوت سے نرکھ باز
رکھے ہی تجسے شیخ و برہمن راہ | تری کیا ذات ہی اللہ اللہ
غرض کیا کیا کرم ہم پر ہی تیرا | شفیع حشر پیغمبر ہی تیرا
جہان بخشش پہ ہو اُس شاہ کا حکم | رکھے کوہ گنہ وان کاہ کا حکم
پہونچ ساقی کہ اب دل کو نہین صبر | تری دُوری مجھے اسوقت ہی جبر
تغافل کو نہ اب فرمائیو کام | لپک لیکر بغل مین شیشہ و جام
کہے ہی دیکھکر ابر اس ہوا کو | جواب میکشان مین دون خدا کو
سیہ مستی گھٹا کی ٹک نظر کر | یہ آتی ہی پری دوش ہوا پر
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی | کہ اگر وہ لب جو چومتی ہی
جہان دیکھو وہان گلہاے خودرُو | نظر جس جا پڑے سبزہ ہی اور جو

رہ دامت رکھ تو میری تشنہ کامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہی
تجھے ہی اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہی
قسم ہی نالۂ نی کی تجھے یار

قسم تجکو بمولانا ے جامی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہی
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہی
قسم ہی نشۂ می کی تجھے یار

اگر دو چار دے تو ساغر مل
قصص تجسے کہوں رنگین تر از گل